امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۳ / ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۷ / اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-38

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، اداریہ، یادوں کے چراغ
■ کتابوں کی دنیا، حکایات اہل دل
■ سیرت نبوی ﷺ اور عالمی امن
■ عصر حاضر اور ہماری ذمہ داریاں
■ مدارس اسلامیہ کا تعلیمی منظر نامہ
■ کدھر جا رہا ہے عدلیہ کا قافلہ
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

زبان و بیان ۔ اللہ کی بڑی نعمت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ تعالی نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ہم چاہ کر بھی اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے، ساری نعمتیں اپنی جگہ اہم اور ہماری ضروریات کی تکمیل کے لئے بیش قیمت ہیں، انہیں قیمتی نعمتوں میں سے ایک زبان و بیان کی نعمت ہے، اللہ تعالی نے اس کا ذکر خاص طور پر کیا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اسے زبان و بیان پر قدرت بخشی ہے۔ خَلَقَ الْاِ نْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ
زبان، گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا، دنیا کی تمام لذتوں کو محسوس کرنے والا قیمتی آلہ ہے۔ یہ نمکین ہے، یہ میٹھا ہے، یہ کڑوا ہے، یہ تلخ ہے، یہ کسیلا ہے۔ زبان کی پرت پر سب کچھ صاف اور واضح ہو جاتا ہے۔ پھر اسی ٹکڑے سے دنیا کی ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں، اور انسان اپنے خیالات و احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر لوگوں تک پہونچاتا ہے۔ اس کی حلاوت بھی الگ ہوتی ہے اور اس کا زخم بھی عجیب ہوتا ہے۔ ایک عربی شاعر نے کہا ہے:

جَرَ احَاتُ اِلسِنَانِ لَهَا الْتِيَام   وَلَا يَلْتَامُ مَا جرَ حَ اللِّسَانُ

یعنی تیر و تلوار کے جو زخم ہیں وہ تو بھر جاتے ہیں لیکن جو زخم زبان کا ہوتا ہے اس کا بھر پانا ممکن نہیں ہوتا۔ وہ زخم دیرپا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی پہچان یہ بتائی ہے کہ جس کے زبان کی زخم سے لوگ محفوظ رہیں۔
زبان کے صحیح استعمال سے ملکوں کی تقدیر بدل جاتی ہے، سماج میں خیر کا چلن ہوتا ہے، اور لوگ گناہوں سے پرہیز کرنے لگتے ہیں، سارے وعظ و نصائح اور سارے علمی امور اسی کے ذریعہ بیان کے سانچے میں ڈھلتے ہیں، اور لوگوں کے فکر و عمل کو مہمیز کرتے ہیں۔ اور جب اس کا رخ خدانخواستہ منکرات کی طرف ہوتا ہے تو جھوٹ، غیبت، چغل خوری، گالی گلوج، طعن و تشنیع تک بات جا پہونچتی ہے۔ پھر سماج میں جھگڑوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ دلوں کا نفاق بڑھتا ہے، کینہ، کدورت کا بازار گرم ہوتا ہے اور معاملہ خون ریزی اور فساد تک جا پہونچتا ہے۔ گویا سماج کی بیش تر برائیوں میں اسی کی کارستانی ہوتی ہے۔ دلالی، رشوت خوری، بد عنوانی، کرپشن، سب کا آغاز زبان و بیان سے ہوتا ہے، اور آگے بڑھ کر ان منکرات تک جا پہونچتا ہے۔ اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی خاص طور پر حفاظت کا حکم دیا اور ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ تم جسم کے دو ٹکڑے کی حفاظت کرلو تو میں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں، ایک زبان دوسری شرمگاہ۔ واقعہ یہ ہے آج جسم کے یہی دونوں ٹکرے سب سے زیادہ غیر محفوظ ہیں اور عریانی و فحاشی کے سیلاب نے ان دونوں اعضاء کی حفاظت کو مشکل ترین بنا دیا ہے۔ مشرقی تہذیب و اقدار خس و خاشاک کی طرح بہے جا رہے ہیں اور ان کی جگہ مغربی اطوار ہمارے گھروں میں ڈیرا ڈالے جا رہے ہیں۔
زبان کا بڑا کام بیان ہے۔ بیان، دعوت و تبلیغ کا ہو، علمی مباحث کا، سیاسی تقریروں یا روزمرہ کی گفتگو کا، سب اسی زبان سے کئے جاتے ہیں، یہاں مجھے وہ حکایت یاد آرہی ہے کہ ایک بادشاہ نے باورچی کو حکم دیا کہ سب سے اچھی چیز کا سالن تیار کرے، باورچی نے تیار کر کے پیش کر دیا، دوسرے دن حکم ہوا کہ سب سے خراب چیز کا سالن بناؤ، باورچی نے بنا کر پیش کر دیا بادشاہ نے تعجب سے کہا کہ تم نے اچھا سالن بھی زبان سے تیار کیا اور خراب سالن بھی زبان ہی سے تیار کیا، یہ کیسے ہو سکتا ہے وہی چیز سب سے اچھی بھی ہو اور وہی چیز سب سے خراب بھی، باورچی نے کہا کہ حضور یہ زبان ہی ہے اگر اس کا استعمال صحیح ہو تو یہ دنیا کی سب سے اچھی چیز ہے اور اگر اس کا استعمال غلط ہو تو یہ دنیا کی سب سے بری چیز ہے جیسا استعمال ہوگا، ویسا ہی حکم لگے گا۔
زبان سے ادا ہونے والے جملے اور الفاظ پر ہی ہماری گفتگو کا انحصار ہے۔ یہ گفتگو اگر سلیقہ سے کی جائے اور خلوص و محبت کی چاشنی اس میں شامل ہو تو یہ ''از دل خیزد بر دل ریزد'' ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے   پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

ایک اور شعر یاد آگیا۔

کون سی بات کب، کہاں، کس طرح کہی جاتی ہے   یہ سلیقہ ہو تو سب بات سنی جاتی ہے

اگر آدمی میں بات کرنے کا سلیقہ ہے تو بے سلیقہ بات بھی لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر کلیم عاجز نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان میں بات کہنے کا سلیقہ ہونا چاہئے:

بات چاہے بے سلیقہ ہو کلیم   بات کہنے کا سلیقہ چاہئے

آج صورت حال یہ کہ ہمارے یہاں سلیقہ سے بات کہنے والوں کی بڑی کمی ہے۔ اس کمی کی وجہ سے ہماری گفتگو میں وہ وزن نہیں پیدا ہو پاتا، جو ہونا چاہئے۔ گفتگو کیسے کی جائے؟ اور زبان و بیان کے استعمال سے انقلاب کیسے ممکن ہے؟ اس کا بہتر نمونہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میں موجود ہے۔ اسی لئے آپ کو جوامع الکلم کہا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو موقع کے مناسب اور ایسی باسلیقہ ہوتی تھی کہ انتہائی جذباتی موقعوں پر بھی معاملہ پر قابو پانا ممکن ہوتا۔
اس کی بڑی عمدہ مثال سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ ہے کہ جب غزوۂ حنین کے موقع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف قلب کے لئے مکہ والوں میں مال غنیمت تقسیم کر دیا اور انصار کے حصے میں کچھ نہیں آیا تو چہ می گوئیاں ہونے لگیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں سے اپنی قرابت کا خیال رکھتے ہوئے انہیں نوازا، شدہ شدہ یہ بات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچ گئی، آپ نے صحابہؓ کرام کو جمع کیا اور فرمایا کہ تم کہہ سکتے ہو کہ میں بے گھر تھا تو تم نے پناہ دی، مجھ پر لوگوں نے حملہ کیا تو تم دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، تم نے اپنی جان کی بازی لگا دی، تمہارا یہ کہنا حق بجانب ہے لیکن کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے، اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی، تم محتاج تھے، اللہ نے ہمارے ذریعہ تمہیں غنی بنایا، صحابہؓ سب کی تائید کرتے رہے اور بالآخر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ مکہ والے مال لے جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول کو لے جاؤ، سب کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور ساری غلط فہمی دور ہوگئی، بات کو سلیقہ سے رکھنے کی یہ ایک مثال ہے۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔
بیان کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اسلوب ایسا اختیار کیا جائے کہ سننے والوں پر اس کا خوش گوار اثر ہو، گلزارِ دبستاں میں ایک بادشاہ کا ذکر کیا ہے کہ جس نے یہ خواب دیکھا تھا کہ اس کے سارے دانت گر گئے ہیں، خواب کی تعبیر کے لئے نجومی کو بلایا گیا اس نے کہا کہ حضور! تعبیر یہ ہے کہ آپ کے سارے عزیز و اقربا آپ کی زندگی میں مر جائیں گے، بادشاہ نے کہا: کم بخت کو بند کرو، کیا خراب تعبیر بیان کی ہے، بھلا میرا بیٹا، میری بیوی، میرا بھائی، اور میرے اپنے پیارے سب دنیا سے چلے جائیں گے اور میں ان کا جنازہ اٹھانے کے لئے زندہ رہوں گا، غصہ کم ہوا تو بادشاہ نے دوسرے نجومی کو بلایا، اور اس سے بھی یہی خواب بیان کیا، اس نے کہا کہ مبارک، سلامت، بڑا اچھا خواب ہے، دس بار مبارک سلامت کے بعد اس نے کہا کہ حضور! اللہ آپ کی عمر پورے خاندان میں سب سے دراز کریں گے، بادشاہ نے خوش ہو کر موتیوں سے مالا مال کر دیا، نتیجہ کے اعتبار سے خواب کی دونوں تعبیر میں فرق نہیں ہے۔ بس الفاظ کا الٹ پھیر ہے، ایک تعبیر منفی سوچ کی غماز ہے، اور دوسری مثبت کی نمائندہ، ایک میں موت کی بات ہے تو دوسرے میں زندگی کی؛ لیکن سامع پر دونوں کے اثرات الگ الگ پڑتے ہیں۔ گفتگو میں مثبت اثر پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بات نرمی سے کی جائے، تلخی، ترش روئی اور غیر مہذب جملوں کے استعمال سے بچا جائے، بات کرتے وقت حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے، اللہ رب العزت نے اپنے وقت کے سب سے اچھے انسان حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اس وقت کے سب سے بُرے انسان فرعون کے پاس بھیجا تو نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا فَقُوْ لَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔
اسی طرح جو کہا جا رہا ہے وہ بھی اہم ہو، بکواس، طنز و تعریض جیسی گفتگو سے گو وقتی طور پر لوگ محظوظ ہوتے ہیں، لیکن اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا کہ اس شخص سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور خود بھی اچھا عمل کرے، اسی طرح اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ دوسرے مذاہب والے کو برا بھلا نہ کہو، اس لئے کہ پھر وہ اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔
خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے زبان و بیان پر قابو رکھیں، تقریر و تحریر گفتگو اور مکالمے میں مثبت اسلوب اختیار کریں، منفی اور دلوں کو ٹھیس پہونچانے والی باتوں سے گریز کریں تو سماج کی بہت ساری برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی، اور ہم ایک ایسے سماج کی تشکیل کر سکیں گے جو جھگڑے، کینہ کدورت، بغض و عناد سے پاک سماج ہوگا۔
موضوع کی مناسبت سے مولانا ابوالکلام آزاد کے ان جملوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے فرمایا: ''لوگ جو کہتے ہیں، کہنے دو۔ لیکن اپنی زبان کو آلودہ نہ کرو، کبھی سخت و سنگلاخ الفاظ سے قومی معاملات حل نہیں ہوتے۔ کسی کو گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ گالی سننے کے لئے تیار رہنا چاہئے، ایک موقع سے فرمایا: زبان حد درجہ محتاط ہونی چاہئے، کچھ اس طرح کہ وقار و تمکنت اور سنجیدگی و متانت آگے بڑھ کر ان کی بلائیں لینے لگیں''۔

اچھی باتیں

''جو کچھ لوگ آپ کی پیٹھ پیچھے بولتے ہیں، اس کے سننے کی خواہش کبھی نہ کریں، کیوں کہ اگر آپ نے وہ سب سن لیا تو اس دنیا میں آپ کو اپنا کوئی مخلص نہیں ملے گا ☆ غریب سے اکڑ کر ملنا اور امیر سے ملتے ہوئے مسکراہٹ سجا لینا حسن اخلاق نہیں، بدترین منافقت ہے ☆ حاصل اور لاحاصل کے دائروں میں سب گھوم رہے ہیں، حاصل کی ناقدری اور لاحاصل کی حسرت ختم ہی نہیں ہوتی ہے ☆ اگر آپ سیکھ جائیں کہ کیا نظر انداز کرنا ہے تو زندگی حسین ہو جائے گی ☆ جب پانچ سکنڈ مسکرانے سے تصویر اچھی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ مسکرانے سے زندگی کتنی اچھی ہوگی ☆ اُداسی اور مایوسی میں فرق ہوتا ہے، اداسی اللہ کے پاس لے کر جاتی ہے اور مایوسی اللہ سے دور ☆ ٹانگیں زیادہ لمبی ہیں تو بے شک کٹوا لیں، لیکن کسی کے کام میں مت اڑائیں۔'' (حاصل مطالعہ و مشاہدہ)

بلا تبصرہ

''چناؤ سر پر ہے اور بی جے پی عآپ کی سرکار کو ہڑپنے کے لئے ہر موقع کی تلاش میں ہے، ایسے میں آنے والے مہینوں میں ایل جی اور ایم سی ڈی کے بیچ تعلقات میں سدھار کی کوئی امید نہیں ہے، ایسے میں یہ آتشی کے لئے ''اگنی پریکشا'' ہوگی، کیوں کہ وہ پارٹی کے وعدوں کو پورا کرنے اور حکومتی محاذ پر کام کرنے کی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر لوگوں کے گھٹتے بھروسے اور اعتماد کو پھر سے بحال کرنا چاہتی ہیں، آتشی کا سب سے مضبوط کارڈ یہ ہے کہ وہ حکومت میں عآپ کے لئے حصولیابی کا سب سے بڑا چہرہ ہیں، پہلے صلاح کار اور پھر وزیر تعلیم کی حیثیت سے انہوں نے سرکاری اسکولوں میں سدھار کا کام کیا تا کہ انہیں سہولیات اور بورڈ امتحانات کے نمبرات کے اعتبار سے نجی اسکولوں کے برابر لایا جا سکے، اس وقت وہ ہندوستان کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ وزیر اعلیٰ ہیں۔'' (دینک بھاسکر: ۲۶ ستمبر ۲۰۲۴ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

کامیاب اور بامراد لوگ

’’جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک کی آمیزش سے محفوظ رکھا، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں‘‘ (سورہ انعام:۸۲)

مطلب: دنیا وآخرت میں وہی لوگ کامیاب و بامراد ہوں گے جن کے دل نور ایمان سے مزین ہوں گے اور اپنے اعمال وکردار سے خالص اللہ کی رضا وخوشنودی کے طلبگار رہوں گے، یہیں سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ایمان کے ساتھ کسی بھی درجہ میں شرک کی آمیزش نہیں ہونی چاہئے، دراصل مسلمانوں کے ایمان کی کسوٹی بغیر کسی استثناء کے ہر چھوٹے بڑے کام میں اللہ اور رسول کے احکام کی پیروی اور اتباع میں ہے، اس لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں، اب اگر ایک شخص اللہ کو ایک مانتا ہو لیکن اس کے اختیارات میں غیر اللہ کو شریک بھی سمجھتا ہو، یا اپنے معبودان باطل کو اللہ کے حضور سفارشی تصور کرتے ہوں تو یہ ایمان کے ساتھ شرک کی آمیزش ہے، ایسی باتوں سے بچے بغیر انسان ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اسلام میں اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کے سامنے سجدہ ریز ہونا، حاجت روا سمجھنا اور اس میں اللہ کی ذاتی صفات کو ثابت کرنا قطعاً حرام ہے، مخلوق چاہے کتنی ہی قابل احترام ہو اس کے ساتھ خالق والا معاملہ روا نہیں رکھا جاسکتا ہے، آیت میں ’’وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ‘‘ فرمایا، اس میں ہر قسم کا شرک شامل ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ پر بڑا شاق گذرا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ پر ظلم نہیں کرتا، یعنی کوئی گناہ نہیں کرتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو، کیا تم لوگوں نے اللہ کے نیک بندے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا ’’یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ‘‘ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، بے شک شرک ظلم عظیم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے (مسند احمد) چاہے اس کی ذات وصفات میں کسی اور کو حاجت روا تسلیم کریں یا اس کی تخلیق میں، چنانچہ اس آیت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا کہ ’’اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک صرف یہی نہیں کہ کھلے طور پر مشرک وبت پرست ہوجائے بلکہ وہ آدمی بھی مشرک ہے جو اگرچہ کسی بت کی پوجا پاٹ نہیں کرتا اور کلمہ اسلام پڑھتا ہے، مگر کسی فرشتہ یا رسول یا کسی ولی اللہ کو اللہ کی بعض صفات خاصہ کا شریک ٹھہرائے، اس میں ان عوام کے لئے سخت تنبیہ ہے جو اولیاء اللہ اور ان کے مزار کو حاجت روا سمجھتے ہیں اور عملاً ان کو ایسے سمجھتے ہیں کہ گویا خدائی اختیارات ان کے حوالے کردیئے گئے ہیں، نعوذ باللہ‘‘ (معارف القرآن:۳/۳۸۷) سچا مسلمان اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت کرنے والا اور اسی کے سامنے عاجزی وفروتنی اختیار کرنے والا ہوتا ہے اور ہر معاملہ میں اللہ کو قوت ونصرت اور تائید کا محتاج ہوتا ہے، یہی ایمان کا تقاضہ ہے اور یہی مسلمانوں سے مطلوب بھی ہے۔

نفس کو قابو میں رکھئے

’’حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سمجھدار اور عقلمند آدمی وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں کرلیا اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کیا اور بے وقوف ونادان وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کے پیچھے لگادیا اور اللہ پر جھوٹی امیدیں لگائے رکھا‘‘ (ترمذی شریف، ابواب الزہد)

وضاحت: عام طور پر عقلمند ودانا انسان اس کو تصور کیا جاتا ہے جو دائیں بائیں کرکے میدان کو سر کرلیا کرتا ہے اور بے وقوف اپنی ناعاقبت اندیشی سے پیچھے رہ جایا کرتا ہے اور لوگوں کے طعنے سنتا رہتا ہے، لیکن اسلام کہتا ہے کہ عقلمندی بے وقوفی کا یہ کوئی معیار نہیں ہے بلکہ عقلمند ودانا شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے، مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کے حساب وکتاب سے پہلے دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے یعنی جو شخص دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے اور خیر وشر کے فرق کے ساتھ زندگی گذارتا ہے اور اپنے نفس کو عقل وشرع کے تابع رکھتا ہے، ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کی بارش برساتے ہیں اور قیامت کے دن اس پر حساب کو آسان فرمائیں گے، اس کے برعکس جو زندگی کے قیمتی لمحات کو نفس کی خواہش براری میں ضائع کرتا ہے اور اس کو لذتوں کے پیچھے بے لگام چھوڑ دیتا ہے اور ساتھ ہی جنت کی تمنا رکھتا ہے گویا وہ دھوکہ میں پڑا ہوا ہے، حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ، اے نفس ذرا انصاف کر، اگر ایک یہودی تجھ سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں لذیذ ترین کھانا تیرے لئے مضر ہے تو تو صبر کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس کی خاطر تکلیف اٹھاتا ہے، کیا انبیاء کا قول جن کو معجزات کی تائید حاصل ہوتی ہے اور فرمان الٰہی اور صحف سماوی کا مضمون تیرے لئے اس سے بھی کم اثر رکھتا ہے جتنا کہ اس یہودی کا ایک قیاس واندازہ، عقل کی کمی اور علم کی کمی اور کوتاہی کے ساتھ تعجب ہے، اگر ایک بچہ کہتا ہے کہ تیرے کپڑے میں کچھ ہے تو بغیر دلیل کے اور سوچے سمجھے اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے، کیا انبیاء، علماء، اولیاء اور حکماء کی متفقہ بات تیرے نزدیک اس بچہ کی بات سے بھی کم وقعت رکھتی ہے؟ یا جہنم کی آگ، اس کی بیڑیاں، اس کے گرز، اس کا عذاب، اس کا زقوم اور اس کے آنکڑے، اس کے سانپ بچھو اور زہریلی چیزیں تیرے ایک بچھو سے بھی کم تکلیف دہ ہیں، جس کی تکلیف زیادہ سے زیادہ ایک دن یا اس سے کم رہتی ہے، یہ عقلمندوں کا شیوہ نہیں، اگر کہیں بہائم کو تیری حالت کا علم ہوجائے تو وہ تجھ پر ہنس اور تیری نادانی کا مذاق اڑائیں، پس اگر اے نفس، تجھ کو یہ سب چیزیں معلوم ہیں اور ان پر تیرا ایمان ہے تو کیا بات ہے کہ تو عمل میں تساہل اور ٹال مٹول سے کام لیتا ہے، حالانکہ موت کمین گاہ میں منتظر ہے کہ وہ بغیر مہلت کے تجھے اچک لے (احیاء العلوم) اس لئے نفس انسانی کو کتاب وسنت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے خود احتسابی کے عمل کو تیزی کرنا چاہئے، کیونکہ محاسبہ سے آدمی کا ذہن بیدار رہتا ہے اور اس کے اندر اصلاح حال کا جذبہ ابھرتا رہتا ہے، اگر ہم نے اپنی خواہشات کو قرآن وحدیث کے تابع کیا تو اللہ کے یہاں اعزاز واکرام سے نوازے جائیں اور اگر اس کو بے لگام چھوڑ دیا تو اللہ کے یہاں سزاوار ہوں گے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

گود لینے کی شرعی حیثیت

س: اگر کوئی آدمی کسی بچہ کو گود لیتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے، کیا وہ متبنّٰی گود لینے والے جوڑے کی صلبی اولاد کی حیثیت رکھے گا؟

ج: اسلام کسی بچہ کو گود لینے، اس کی پرورش وپرداخت اور تعلیم وتربیت سے منع نہیں کرتا، البتہ متبنّٰی (گودلیا ہوا بچہ) کو صلبی (حقیقی) اولاد کی حیثیت دینے سے منع کرتا ہے اور سختی سے اس کی مخالفت کرتا ہے، جس کی وجہ سے شرعاً اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو جو آپ کے غلام تھے، اپنا متبنّٰی بنالیا تھا، جب حضرت زید کے والد اور چچا انہیں لینے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو اختیار دیا، اگر تم گھر جانا چاہو تو جاسکتے ہو، لیکن حضرت زیدؓ نے والد کے ساتھ جانے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو ترجیح دی، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ صرف آزاد کیا، بلکہ اپنا منہ بولا لڑکا بنالیا اور اعلان فرمایا کہ لوگو! زید اب میرا غلام نہیں، بیٹا ہے، وہ مجھ سے وارث ہوگا اور میں اس سے وارث ہوں گا: ’’جاء عمه وابوه یرغبان فی فدائه، فقال لهما النبی صلی اللہ علیه وسلم وذالک قبل البعث خیراه، فان اختار کما فهو لکما دون فداء، فاختار الرق مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی حریته وقومه، فقال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عند ذالک: یامعشر قریش! اشهدوا انه ابنی یرثنی وارثه، وکان یطوف علی حلق قریش یشهدهم علی ذالک، فرضی ذالک عمه وابوه وانصرفا‘‘ (الجامع لاحکام القرآن:۱۴/۱۱۸)

چوں کہ دور جاہلیت میں متبنّٰی کو حقیقی لڑکا سمجھا جاتا تھا، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے بعد حضرات صحابہ کرام حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کے نام سے پکارنے لگے، اس پر قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی، جس میں دور جاہلیت کے اس رسم کو غیر معتبر قرار دیا گیا اور لے پالک کو صلبی بیٹا اور وارث ہونے کو منسوخ ومسترد کردیا: ’’وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآئَکُمْ اَبْنَآئَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ☆ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآئَهُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْکُمْ‘‘ (سورۃ الاحزاب:۴-۵) لے پالک تمہارے بیٹے نہیں ہیں، ان کو بیٹا کہنا تمہارے منہ کی ایک بات ہے اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات فرماتے ہیں اور سیدھا راستہ دکھاتے ہیں، ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے بلایا کرو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے، اگر تم ان کے باپوں سے واقف نہیں ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، اس سلسلہ میں تم پہلے جو غلطی کرچکے ہو، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن آئندہ جو کچھ دل کے ارادہ سے کروگے اس پر پکڑ ہوگی: ’’قوله تعالیٰ: ادعوهم لاٰبائهم، نزلت فی زید بن حارثة، وفی قول ابن عمر: ماکنا ندعو زید بن حارثة الا زید بن محمد دلیل علی ان النبی کان معمولا به فی الجاهلیة والاسلام، یتوارث به ویتناصر الی ان نسخ اللہ ذالک لقوله ادعوهم لاٰبائهم هو اقسط عند اللہ‘‘ (الجامع لاحکام القرآن:۱۴/۱۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے: ’’عن سعد رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: من ادعیٰ الیٰ غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام‘‘ (صحیح البخاری:۲/۱۰۰۱، باب من ادعیٰ الی غیر ابیه)

معلوم ہوا کہ اسلام میں خود ساختہ رشتہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور صرف نکاح ہی ایک رشتہ ہے جو زبان کے بول سے وجود میں آتا ہے، اس کے علاوہ ماں باپ اور اولاد کا رشتہ صرف الفاظ سے وجود میں نہیں آسکتا، اگر متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کا درجہ دیا جائے تو قرآن میں ترمیم یا تنسیخ لازم آئے گا اور یہ قیامت تک ممکن نہیں ہے، کیوں کہ یہ اختیار خود پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں تھا: ’’وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآئَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ‘‘ (سورۃ یونس:۱۵)

متبنّٰی کی وراثت میں حصہ دینا

س: کیا متبنّٰی کو حقیقی بیٹا کا درجہ دے کر گود لینے والے کا وارث قرار دیا جاسکتا ہے؟

ج: اسلامی شریعت میں قانون میراث کوئی انسان کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے کہ جب چاہیں اور جیسے چاہیں بدل ڈالیں، بلکہ یہ اس قادر مطلق کا بنایا ہوا قانون ہے، جس میں ذرہ برابر بھی کوئی تبدیلی یا ترمیم قیامت تک نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱/، ۱۲/اور ۱۷۶/ میں بڑی تفصیل کے ساتھ قانون میراث خود بیان کیا، وارثین کی تفصیل اور ان کے حصہ کی تعیین کی اور اس کے بعد فرمایا یہ قوانین اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں، جن پر قائم رہنا دخول جنت کا سبب ہے اور ان سے تجاوز کرنا جہنم کو دعوت دینا ہے: ’’تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ☆ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ‘‘ (سورۃ النساء:۱۳-۱۴) ان آیات میراث میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی متبنّٰی کو وارث قرار نہیں دیا، ہاں بیٹا اور بیٹی کو وارث قرار دیا ہے، لہٰذا متبنّٰی جس کا بیٹا ہوگا یا بیٹی ہوگی یعنی جو اس کے اصل ماں باپ ہوں گے، ان کے ترکہ میں وراثت کا حقدار ہوگا، لیکن گود لینے والے کے ترکہ میں وراثت کا حقدار نہیں ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو متبنّٰی کے گود لینے والے کی حقیقی اولاد اور اس کے وارث ہونے کو مسترد کردیا ہے (سورۃ الاحزاب:۴-۵)

اگر متبنّٰی کو گود لینے والے کے حقیقی بیٹے کا درجہ دے کر وارث بنایا جائے تو ایسی صورت میں غیر وارث کو وارث قرار دینا لازم آئے گا اور یہ ایسا وارث ہوگا جس سے اصل وارث بالکلیہ محروم ہوجائیں گے، جیسے بھائی، بہن خواہ حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی اور بہت سارے وارثین وہ ہوں گے جنکا حصہ اس کی وجہ سے کم ہوجائے گا اور یہ بہت بڑی حق تلفی ہوگی، پورا نظام وراثت متاثر ہوگا اور کتاب وسنت پر بڑا ظلم ہوگا، جو قطعاً صحیح نہیں ہوگا، ایک صاحب ایمان اس کو کبھی بھی قبول نہیں کرسکتا۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 64/74 شمارہ نمبر 38 مورخہ ۳/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۷/اکتوبر۲۰۲۴ءروزسوموار

ظلم اوراس کے دفاع کے طریقے

آج پوری دنیامیں ظلم وستم کی جوگرم بازاری ہے وہ نئی نہیں ہے، ہردور میں یہ گرم بازاری رہی ہےاوراس قدر رہی ہے کہ انبیائے کرام اور مصلحین کوقتل کرنے تک سے لوگ بازنہیں آئے، ہردور میں ظلم کے خلاف کچھ لوگوں کے کھڑے ہونے کی روایت بھی قدیم ہے، مکی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جوظلم ڈھائے گئے اس کا ایک طویل سلسلہ ہے، کعبۃ اللہ میں طواف سے روکنا، جسم اطہر پر پتھر برسانا، خون میں لہولہان کرنا اور شعب ابی طالب میں قید کرنا یہ سب کفار مکہ کے ذریعہ کئے گئےظلم وستم کے جلی عنوان ہیں۔

ظلم عدل کی ضد ہے، ظلم کے معنی زیادتی اور بے جگہ چیزوں کے رکھنے کے ہیں، انصاف کے خلاف کئے جانے والے سارے کام ظلم کے دائرے میں آتے ہیں، ظالم کا ساتھ دینااور ظلم پر خاموش رہنا بھی بعض اعتبار سے ظلم ہی ہے۔

اللہ رب العزت کی ذات وصفات میں کسی کوشریک کرنا یہ سب سے بڑاظلم ہے، اسے اللہ نےظلم عظیم قرار دیا ہے "اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ" مغفرت کی گنجائش ایسےلوگوں کے لئےنہیں ہے، ارشادفرمایا"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُمَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ" اللہ تعالی اس کی مغفرت نہیں کرتا جس نے اس کے ساتھ شرک کیا، اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں اللہ چاہے گا تو اسے معاف کردے گا، قرآن کریم میں اللہ رب العزت پر افترا اور جھوٹ کا تذکرہ بار بار آیا ہےاوراسے بڑاظلم قرار دیا گیا ہے، ہردور میں انبیاء کرام نے اس ظلم کودور کرنے کے لیے آوازیں بلند کیں، اس ظلم کے ختم کرنے کا جونبوی طریقہ ہے وہ دعوت کے میدان میں سرگرم عمل ہونا ہے، ہماری جدوجہد کے بہت سے مراکز ہیں، لیکن دعوت دین کا کام جس بڑے پیمانے پرہمیں کرنا چاہیے تھا ہم نہیں کرسکےاور دھیرے دھیرے اس سے غافل ہوکررہ گئے ہیں، ہمیں ہروقت یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہاں کے لئے رسول بناکر بھیجے گئے تھے، ایک طبقہ نے اس دعوت کو قبول کرلیا اور وہ امت اجابت کے زمرے میں داخل ہوگئی، دوسرے نے قبول نہیں کیا، یہ امت دعوت ہےاوران تک اللہ کا کلمہ پہنچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے، دعوت کے کاموں کے لئے جواصول وضوابط قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، ان کی رعایت بھی ضروری ہے، اسوۂ نبوی کے مطابق دعوت کا کام نہیں کیا گیا تو روئے زمین سے اس بڑے ظلم کا خاتمہ نہ ہوسکے گا۔

ظلم کی دوسری قسم گناہوں کا ارتکاب کرکے اپنی ذات پرظلم کرنا ہے، ظلم کی اس قسم کوآپ حقوق اللہ میں کمی کوتاہی سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں، اللہ رب العزت کاارشاد ہے"وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَاللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ" جس نے اللہ کے حدود کو توڑا اس نے اپنے نفس پرظلم کیا، مساجد میں جانے سے روکنا، اللہ کی آیات کوجھٹلانا اسی قبیل سے ظلم ہے، اس ظلم کودور کرنے کا نبوی طریقہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کواپنی زندگی کا نصب العین بنالیا جائے اور معصیت کے ارتکاب سے پورے طور پر اجتناب کیا جائے، اس سلسلے میں سیرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرکے ان کے اسوۃ کے مطابق زندگی گزارنا ہی اصل ہے، اس ظلم کودور کرنے کے لیے انسان کوتزکیہ نفس پرتوجہ کی ضرورت ہے، جس قدرتزکیہ ہوگا اسی قدر اس دوسرے قسم کے ظلم سے بچنا ممکن ہوسکے گا، بلکہ جب تزکیہ کامل ہوگا تو گناہوں کی طرف طبیعت مائل ہی نہیں ہوگی، اللہ تعالی کاارشاد ہے "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا" بیشک وہ کامیاب ہواجس نے اپنی روح کو پاک کرلیا اور بیشک وہ غارت ہوا جس نے اس کوآلودہ کرلیا۔

ظلم کی تیسری قسم حقوق العباد میں کمی کوتاہی ہے، کسی کا مال ہڑپ کرلینا، کسی کوستانا، مزدور کووقت پر اجرت نہ دینا، قرض کی ادائیگی میں وسعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا، اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کوغلام بنانا، گواہی سے انکار کرنااور حقیقت واقعہ سے واقفیت کے باوجوداسے چھپالینا، ان سب کا تعلق تیسری قسم کے ظلم سے ہے، یہ معاملہ بڑا سنگین ہے، مسلم شریف میں ایک روایت "باب تحریم الظلم" کے ذیل میں درج ہے، اس میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن امت کا مفلس ترین وہ انسان ہوگا جس نے حقوق اللہ میں کوتاہی نہیں کی ہوگی، لیکن حقوق العباد میں ظلم کوراہ دیا ہوگا، اس دن اس کے سارے نیک اعمال کا ثواب مظلوموں کے کھاتے میں چلا جائے گا اور نیکی برباد گناہ لازم آئے گا، ظلم کے اس سلسلے کو ختم کرنے کے لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی جامع حدیث بخاری شریف میں آئی ہے "اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْماً" اپنے بھائی کی مدد کروخواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، اس حدیث میں ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کے لئے کہا گیا ہے، ظالم کی مدد تو یہ ہے کہ اس کی کلائی پکڑلی جائے کہ وہ ظلم سے باز آجائے، موجودہ دور میں اس سے مراد وہ تمام جائز طریقے ہیں، جن کا سہارا لے کرظلم سے روکا جاسکتا ہو، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس پرظلم نہ ہونے دیا جائے اور ہرممکن طور پر اس کی حمایت اوردفاع میں آگے آیا جائے تا کہ ظالم کی ہمت اور کمر ٹوٹ جائے۔

مکی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ظلم کے خلاف صبر وبرداشت کا تھا، یہ صبر وبرداشت غیر معمولی ہوا کرتا تھا، اُن ممالک میں جہاں مسلمان مکی دور سے گزرر ہے ہوں، ظلم کے دفاع کا یہ بھی ایک طریقہ ہے، ایک طریقہ ہم خیال لوگوں کوساتھ لے کرظلم کے خلاف محاذ بنانے کا ہے، قبل نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے معاہدہ میں شریک ہوئے تھے جوایک صاحب کے مالی حقوق دلانے کے لئے ہوا تھا، یہ مکہ کے چند نوجوانوں کی تحریک تھی، جس نے بہت سارے ظلم کوختم کرنے کا کام کیا تھا، یہ معاہدہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کوسرخ اونٹنی سے زیادہ پسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج بھی اگر کوئی اس قسم کے معاہدہ کے لیے ہمیں بلائے گا تو میں حاضر ہوں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم کے دفاع اور مظلوموں کی حمایت کا نبوی طریقہ یہ بھی ہے کہ کمزور اقوام وملل مل کرظلم کے دفاع کے لیے متحدہ اور مشترکہ ایجنڈے پراٹھ کھڑے ہوں تا کہ وہ ظالم طاقتوں کا مقابلہ کرسکیں۔

مظلوموں کی حمایت کا دوسرا طریقہ میثاق مدینہ ہے، جوہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے مختلف مذاہب کےلوگوں کے ساتھ بقائے باہم کے اصول پر کیا تھا، یہ میثاق بھی ظلم کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار ہے، اس قسم کا کوئی معاہدہ جوآج کے جمہوری دور میں بقائے باہم کے اصول پرمبنی ہو، ظلم کے دفاع کیلئے نبوی طریقۂ کار کے عین مطابق ہے۔

ظلم کی دفاع کے طریقے زمان ومکان کے اعتبار سے بدل سکتے ہیں، ہندوستان میں سی اے اے، این سی آر این پی آر اوراوقاف کوبحق سرکار ضبط کرنے کے حوالے سے شہریوں کو پریشان کرنا، بنیادی حقوق سے محروم رکھنایا محروم کرنے کی کوشش کرنا بھی ظلم کے دائرے میں آتا ہے، اس کے دفاع کے لئے ہندوستان میں احتجاج مظاہرے اور دھرنوں کا طویل اور تاریخی سلسلہ شروع ہوا تھا اور ملک کی بڑی آبادی احتجاج کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کے صدر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم نے اوقاف کے تحفظ کے لیے احتجاج اور جیل بھرو تحریک کے لیے تیار رہنے کوکہا ہے۔ ممکن ہے اس کی نوبت آجائے احتجاج اور مظاہرے عالمی طور پر ناانصافیوں کوختم کرنے میں مؤثر رول ادا کرتے ہیں اور حکمراں جماعت اسی زبان کوسنتی اور سمجھتی ہے، اس لئے ظلم کی دفاع میں پوری دنیامیں اس کومؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، البتہ اسلام مظلوموں کی حمایت اور ظلم کے دفاع کیلئے کسی بھی ایسے کام کوپسند نہیں کرتا جس سے اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آتا ہو، ارشاد خداوندی ہے "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ" اس ممانعت کا حاصل یہ ہےخودسوزی اوراس طرح کے دوسرے کام جس سے اپنی اور غیرمتعلق لوگوں کی جان ومال کا نقصان پہونچے اس کی حمایت نہیں کی جانی چاہئے، اسلام میں ظلم کے دفاع کے لیے بھی حدود وقیود مقرر ہیں اور ہم اس کی خلاف ورزی کرکے ظلم کے دفاع کا کام نہیں کرسکتے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظلم کی الگ الگ قسموں کے دفاع کے لئے اسوۂ رسول اکرم میں الگ الگ نمونے موجود ہیں، ان کو برت کرہم اس دنیا کوظلم وستم سے پاک کرسکتے ہیں، اس معاملہ میں شرک سے پاک سماج کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، رب مانی کا مزاج بنتا ہے تو من مانی ختم ہوتی ہے، اور انسان خدائی احکام اور نبوی ہدایات کا خوگر ہوکر ہرقسم کے ظلم کا خاتمہ کرسکتا ہے، قانون الٰہی کی پابندی اور منکرات سے اجتناب ظلم کے دفاع میں اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

درود واذکار بھیج کر خود کواوپر رکھیے

ہرآدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے تمام مراحل میں دوسروں سے نمایاں، بلند اور اونچا دکھائی دے، اس کے لیے وہ سب سے اوپر کی منزل کو پسند کرتا ہے، دوسرے نمبر پر جانا اسے پسند نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ ایک نمبر کی پوزیشن میں ہمارا کوئی شریک وسہیم نہ رہے اور یہ مقام بلاشرکت غیر میرے نام محفوظ ہوجائے۔

چوں کہ لوگوں کی بھیڑ میں ہرایک اس کا خواہشمند ہوتا ہے، اس لیے ایک نمبر کو پانے اور اس پر بنے رہنے کے لیے مزاحمت ہوتی ہے، یہاں کوئی کسی کو راستہ دینے کو تیار نہیں ہوتا، اس کا حل بعض لوگ یہ نکالتے ہیں کہ اپنے سے آگے والے کوگراکر، روندکر، اس کی حیثیت عرفی کوکم کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں، ظاہر ہے یہ صورت حال بعض اعتبار سے مہلک ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس میں بعضوں کی حق تلفی ہوتی ہے، بعضوں کے جان کے لالے پڑتے ہیں اور بعض مرتبہ اس دھکا مکی میں آدمی مات کھاکر خود ہی گر پڑتا ہے اور دوسرے اسے روندکر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

اس فطری خواہش کی تکمیل کا ایک طریقہ انتہائی محفوظ ہے اور وہ یہ ہے کہ پیغام بھیجتے رہیے، درود واذکار بھیجتے رہیے، خدا سے فریاد کرتے رہیے آپ ایک نمبر پر ہوں گے، اس حقیقت کو سمجھنا بہت زیادہ مشکل نہیں ہے، آج سوشل میڈیا کا دور ہے، ہرکوئی پیغام رسانی اور پوسٹ کرنے میں مشغول نظر آتا ہے، جو پوسٹ بھیجتا رہتا ہے وہ اوپر چلتا رہتا ہے، جس نے پوسٹ بھیجنا بند کیا وہ باقی تو رہتا ہے؛ لیکن دھیرے دھیرے نیچے چلا جاتا ہے، فیس بک وغیرہ پر تو اتنا نیچے چلا جاتا ہے کہ اس کی تلاش بھی دشوار ہوجاتی ہے اور خواہش کے باوجود اس پوسٹ تک پہونچنا ممکن نہیں ہوتا۔

یہی حال انسانی زندگی کا ہے، جوانسان اللہ کے پاس عبادت وریاضت، اذکار واوراد درود شریف وغیرہ بھیجتا رہتا ہے وہ اللہ کے یہاں اوپر رہتا ہے، وہ اللہ کوتنہائی میں یاد کرتا ہے، تو اللہ اسے تنہائی میں یاد کرتا ہے اور اگر بندہ مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ دنیاوی مجلس سے زیادہ اچھی مجلس میں اسے یاد کرتا ہے، بندہ کا خدا کو یاد کرتے رہنا اوپر بنے رہنے کا دائمی ذریعہ ہے۔

ہماراالمیہ یہ ہے کہ ہم اوپر بنے رہنے کے خواہش مند تو ہوتے ہیں، لیکن اللہ کے یہاں کوئی پوسٹ نہیں بھیجتے، نہ عبادات کا، نہ اوراد ووظائف کا، نہ اعمال صالحہ اور طاعت کا، بعض بدنصیب تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی گذرجاتی ہے اور ان کی جانب سے بھلائی کا کوئی پوسٹ اللہ کے پاس نہیں ہوتا، داہنے کاندھے والے فرشتے بیٹھے رہتے ہیں اور بائیں کاندھے والوں کا رجسٹر بھر جاتا ہے اور اس فرشتے کو فرصت نہیں ملتی، کیوں کہ نامۂ اعمال میں سارے برے اعمال ہوتے ہیں، نیک عمل کا گذر ہی نہیں ہوتا، ایسے میں ہمارا مقام ومنصب سب سے نیچے چلا جاتا ہے، یہی کیا کم ہے کہ اللہ اپنی فہرست سے خارج نہیں کرتا، رائی کے دانے کے برابر دل میں چھپا ایمان کا حصہ اس فہرست میں ہمیں باقی رکھتا ہے، جس کے اثرات قیامت میں بھی سامنے آئیں گے، لیکن ٹاپ والی پوزیشن اسے نہیں مل سکتی، کیوں کہ وہ پوری زندگی خدا کو بھولا ہی رہا ہے اور بھولنے والے کا مقام ملاء اعلیٰ نہیں تحت الثریٰ میں ہوتا ہے۔ اللہ کا قانون عمل اور ردعمل کا ہے، جیسا کریں گے اس کا ردعمل ویسا ہی ہوگا، اس قانون کے باوجود اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی قہاری وجباری سے ڈرکر اور مواخذہ آخرت کے خوف سے اپنی بداعمالیوں سے توبہ واستغفار کرلیا اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں معاف کردے گا، اس زمانے میں جومختلف قسم کی بیماریاں اور پریشانیاں عام ہورہی ہیں یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہیں اور ہمارے گناہوں کی صورت مثالی ہے، اس لئے اپنی کوتاہیوں پر ندامت کے آنسو بہائیے اور اللہ سے عافیت کی دعاء کرتے رہئے۔ اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق دے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

محمد سلمان صدیقی مرحوم

مشہور سماجی وملی شخصیت، حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین اور اکابر امارت شرعیہ کے معتمد خاص، ان حضرات کی تربیت سے بہرہ ور، دارالقضاء امارت شرعیہ کے سابق کارکن قاسم بابو مرحوم کے بھتیجہ، دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کے بانی مولانا رضوان القاسمی رحمۃ اللہ کے برادرعزیز، سابق صدر شعبہ فارسی بہار یونیورسٹی کے پروفیسر متین احمد صاحب کے بڑے داماد جناب سلمان صدیقی کا 24 ستمبر 2024 مطابق 20 صفر 1446ھ بروز منگل بوقت دو بجے دن ان کے مکان کنگ کوٹھی، حیدرآباد میں انتقال ہوگیا، وہ عرصہ سے کڈنی اور ہارٹ کے مریض تھے، ہفتہ میں دوبار ڈائیلاسس ہوا کرتا تھا، یہ دن بھی ڈائیلاسس کا تھا، ہوسپٹل گئے، بھیڑتھی، واپس ہوگئے، گھر پہونچ کر ابھی بیٹھے ہی تھے کہ سانس اکھڑ گئی اور آناًفاناً جسم وروح کا رشتہ منقطع ہوگیا جو آدمی ہردم دوسروں کے لئے فکرمند رہتا ہو، وہ بھلا اپنے لئے دوسروں کو کیا فکرمند کرتا، نہ کسی کو خدمت کا موقع دیا اور نہ ہی کچھ کہنے سننے کا، بڑی عجلت میں رخت سفر باندھ لیا، جنازہ دوسرے دن بعد نماز فجر ان کے بھتیجا اور دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کے بانی مولانا رضوان القاسمی کے صاحب زادہ مولانا نعمان بدر ندوی قاسمی ناظم سبیل السلام نے قطب شاہی مسجد خیریت آباد، حیدرآباد میں پڑھائی، تدفین اسی مسجد سے متصل قبرستان میں ہوئی، پس ماندگان میں اہلیہ، چار لڑکا اور ایک لڑکی ہے، سب برسر روزگار ہیں، سلمان صدیقی بن حبیب الحسن حسینی مرحوم کی ولادت 12 جنوری 1953 رسول پور، برہولیا، دربھنگہ، بہار میں ہوئی تھی، والد صاحب عبدالحکیم مرحوم کی مشہور دُوَنّی سوپ فیکٹری جمشید پور کے کیشیر تھے اور انہیں کی تعمیر کردہ مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے، اس لئے بچپن جمشید پور میں ہی گذرا اور ہائی اسکول تک کی تعلیم یہیں پائی، پھر جب آپ کے بڑے بھائی مولانا رضوان القاسمی نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے حکم پر حیدرآباد کو اپنا مستقر بنایا، جامع مسجد ایسٹ روڈ میں امامت وخطابت اور مدرسہ رحمانیہ میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے تو انہوں نے والدین کے ساتھ بھائی بہنوں کو بھی حیدرآباد بلالیا، سلمان صاحب کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، انہوں نے عثمانیہ یونیورسٹی سے بی اے کیا اور پھر ملی کاموں میں لگ گئے، 27,28 دسمبر 1972 کو مسلم پرسنل لا کے حوالہ سے ہونے والے ممبئی اجلاس اور حیدرآباد میں منعقد اجلاس میں انتظامی امور میں ہاتھ بٹایا، اس حوالہ سے اکابر علماء کی خدمت میں باریابی ہوتی رہی، علماء نے بھی آپ کی صلاحیت اور کام کرنے کی لگن کو جانچا، پرکھا اور پھر ان سے سلمان صدیقی صاحب کی قربتیں بڑھتی چلی گئیں، 1982 میں آپ فارسی زبان وادب کے نامور استاذ اور دانشور پروفیسر ڈاکٹر متین احمد صاحب کی دختر نیک اختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

شادی سے قبل ہی 1978 میں سلمان صدیقی صاحب دبئ آگئے، یہاں انہوں نے ایک قدیم تاجر عبدالعزیز فارس کے یہاں ملازمت شروع کی، عبدالعزیز صاحب کا کاروبار ان دنوں لکڑی اور بلڈنگ میٹریل کا تھا، دھیرے دھیرے ترقی کرکے وہ اس کمپنی کے جنرل منیجر بن گئے اور ہائی فلیکس کے نام سے کمپنی کو آگے بڑھایا، دبئ سے قبل ممبئ میں وہ مدنی عطر کی دوکان سے منسلک تھے، اس تجربہ کا فائدہ اٹھا کر مرشد بازار نزد سوق الذہب انہوں نے بن فارس التجاریہ کے نام سے عطر، عود اور خوشبودار اشیاء کی دوکان کھولی اور اسے نہ صرف عرب دنیا میں متعارف کرایا، بلکہ اس کی ایک پہچان بنائی، ان کے زیادہ خریدار کویت کے تھے اور ایک زمانہ میں ان کی دوکان رصاصی، جنید اور حرمین وغیرہ سے زیادہ چلتی تھی، انہوں نے ایک اور چھوٹی دوکان سوق الذہب سے بالکل قریب بن فارس کے نام سے کھولی، اس کے بعد اپنا کاروبار فاران انٹرنیشنل کے نام سے کھولا، بن فارس میں ان کے رشتہ دار اور گاؤں کے باشی محمد ارشاد، ان کے بھائی حافظ محمد عرفان مرحوم، چھوٹے بن فارس میں آفتاب اور مولانا صہیب ندوی کام کرتے تھے، فاران کو ایک زمانہ میں ان کے برادر نسبتی ڈاکٹر شہریار قدسی، ان کے ساڑھو ساجد کمال مرحوم، رتوارہ کے گلزار اور مولانا رضوان صاحب کے داماد اسحاق صاحب کی خدمات حاصل تھیں، اس کمپنی کو کھڑا کرنے میں ڈاکٹر شہریار قدسی کا بڑا ہاتھ تھا، عود وغیرہ لانے کے لئے سنگاپور وغیرہ کا سفر خود سلمان بھائی کیا کرتے تھے۔

سلمان بھائی قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا سید نظام الدینؒ سے بے پناہ محبت کرتے تھے، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب امیر شریعت بنے اور دبئ کا سفر ہوا تو ان کی پذیرائی اور ضیافت میں بھی سلمان بھائی پیش پیش رہے، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کا جب بھی دبئ کا سفر ہوتا سلمان بھائی صرف میزبان نہیں، پورے سفر کو کامیاب کرنے کے لیے مدار المہام ہوا کرتے تھے، قاضی صاحب کے حوالہ سے وہ امارت شرعیہ اسلامک فقہ اکیڈمی، آل انڈیا ملی کونسل، مسلم پرسنل لا بورڈ اور اپنے بھائی مولانا رضوان القاسمی کی نسبت سے دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کی مالی معاونت خود بھی کرتے اور دوسروں سے بھی کراتے تھے، مفتی نسیم احمد قاسمیؒ قاضی صاحب کے ساتھ ہوا کرتے تھے، مفتی نسیم احمد قاسمیؒ کا قیام بھی سلمان بھائی کے یہاں ملا پلازہ میں ہوا کرتا تھا، اب مولانا عبدالباسط ندوی کا سفر ہوتا ہے تو ان کی ضیافت بھی وہی کیا کرتے تھے، مجھے بھی وہ برابر رُورد یتے تھے، لیکن میں اپنے ماموں فیض احمد صاحب کے گھر راشدیہ میں ہمیشہ قیام کرتا رہا، اس کی شکایت بھی ان کو رہا کرتی تھی۔

اکیسویں صدی کے اوائل سے میرا آنا جانا دبئ شروع ہوا، ملاقاتوں کا سلسلہ بڑھا، ان کی توجہ بھی بڑھی، امارت شرعیہ کے نائب ناظم ہونے کی وجہ سے بھی اور اس لیے بھی کہ ان کے سسر پروفیسر متین احمد صاحب میرے والد ماسٹر محمد نور الہدیٰ رحمانی کے درسی ساتھی تھے، آخرالذکر تعلق کی وجہ سے وہ بھی مجھے برادر نسبتی ہی سمجھتے اور ہنسی مذاق اور ایک دوسرے پر طنز وتعریض کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ایک سال انہوں نے مجھے محمد بن راشد المکتوم دبئ کا مہمان جائزۃ دبئ قرآن میں بنوایا، ان کے مراسم حکومت کے بڑے لوگوں سے تھے، چنانچہ میں حاکم دبئ کا دس روز مہمان رہا، دس سے زیادہ محاضرے میرے ہوئے، سلمان بھائی کبھی ساتھ ہوتے کبھی نہیں ہوتے، (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

کتابوں کی دنیا : عین الحق امینی قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

''اوقاف اور اس کے متعلقات'' ایک اہم تصنیف

زیرنظر کتاب گرچہ ایک کتابچہ ہے، مگر خوبی کی بات یہ ہے کہ تاک جھانک کے بغیر، آپ ایک نشست میں اسے پڑھ لیجئے تو اسلام میں اوقاف کی حیثیت، بہار میں اوقاف کی حالت، اوقاف پر حکومت کی نیت بد، وقف ایکٹ کی ترمیمات وخطرات سمیت تحفظ اوقاف کے سلسلے میں قیام کے شروع دن سے امارت شرعیہ مثالی کی جدوجہد کا پورا آئینہ آپ کے سامنے آجائیگا۔

راقم الحروف یہ دعویٰ تو نہیں کرسکتا کہ اس رسالے میں نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے ''سب کچھ'' سمودیا ہے، مگر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ اس رسالے میں اوقاف کے موضوع پر ''بہت کچھ'' ہے، بلکہ ''دریا بکوزہ'' کا مصداق ۔تحریر انتہائی شستہ، زبان شگفتہ، انداز وہی اپنا والا۔تقریظ ومقدمہ سے بے نیاز، زود فہم اسلوب میں عام وخاص کے لئے ایک اہم تصنیف اور وقت کی ضرورت کہہ لیجئے۔محض دو سے ڈھائی پیراگراف میں ابتدائیہ لکھ کر مصنف نے اصل موضوع کو شروع کیا ہے، اپنے ابتدائیہ میں انہوں نے بجا لکھا ہے کہ

زیرنظر کتاب وقف سے متعلق میرے چند مضامین کا مختصر سا مجموعہ کتابچہ کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش ہے، ہر لکھنے والے کی اپنی معلومات اور قانون کو سمجھنے کی اپنی فہم ہوتی ہے۔میری جو معلومات تھیں اور وقف ایکٹ کے مجوزہ ترمیمی بل کو جہاں تک میں نے سمجھا، اپنی فہم کے مطابق سمجھانے اور پیش کرنے کی کوشش کی ہے، صارفیت اور مشغولیت کے اس دور میں ضخیم کتابوں کے پڑھنے کی طرف التفات اور توجہ کم ہوتی ہے، پمفلٹ اور رسالوں کی مختصر چیزوں کو پڑھنا آسان ہوتا ہے، اس لیے ہم نے اس کتابچہ میں صرف اہم نکات اور ضروری باتوں کو پیش کیا ہے، تاکہ کم وقت میں لوگ وقف اور اس کے متعلقات سے واقف ہوجائیں اور صورت حال کی سنگینی کا ادراک کرکے اس کے تحفظ کے لیے فکرمند ہوں۔

پورا کتابچہ پانچ عناوین پر مشتمل ہے: اسلام میں اوقاف۔ بہار کے اوقاف۔ اوقاف پر حکومت کی بری نظر۔وقف ایکٹ کی مجوزہ ترمیمات، اندیشے اور مضمرات۔تحفظ اوقاف اور امارت شرعیہ یہ وہ پانچ عنوان ہیں جس کے تحت اختصار کو ملحوظ رکھ کر اوقاف اور اس کے متعلقات پر مختلف جہات سے روشنی ڈالنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔کتاب میں اوقاف سے متعلق ہندستانی مسلمانوں سے ہوشیار وبیدار رہنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے:

''بہار میں جدید سروے کا کام شروع ہوگیا ہے، ایسے میں اپنی زمین وجائیداد کے ساتھ گاؤں میں اوقاف کی زمینوں کا سروے بھی وقف کی حیثیت سے کرنا چاہیے، اور اس کے لیے گاؤں اور محلوں کے لوگوں کو سرگرم ہونا ہوگا تاکہ اوقاف کی زمینوں پر سرکاری قبضہ کو روکا جاسکے''۔

صاحب کتاب نے وزارت برائے اقلیتی امور کیاس جواب سے بھی ملت اسلامیہ ہندیہ کو آگاہ کرانا چاہا ہے جس میں اقلیتی امور کے وزیر نے اوقاف کا بیورا پیش کیا ہے اور متولیان سمیت بورڈ کے ذمہ داران کو رتوند سے نکل کر غیر قانونی قبضوں کو چھوڑنے اور غیروں سے اوقاف کو خالی کرانے کی نہ صرف بات کہی ہے، بلکہ اوقاف کی زمینوں کو چور دروازے سے خرید وفروخت پر روک لگانے کا مدعا بھی اٹھایا ہے۔اسی طرح بہار کے اندر سنی وقف بورڈ نے 2014-15 میں اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی تھی، معلومات کو مستحکم کرنے کی راہ سے ایک نظر اس رپورٹ کو بھی پڑھ جایئے:

''بہار اسٹیٹ سنی وقف کی سالانہ رپورٹ 2014-15 کے مطابق بہار میں رجسٹرڈ وقف اسٹیٹ فی سبیل اللہ 2274 وقف علی الاولاد 182 ہیں، مقاصد اور منشاء واقف کے اعتبار سے دیکھیں تو وقف اسٹیٹ کی کل مساجد 833 عیدگاہ 57 مزار ومقبرہ 209، قبرستان 6141 مدارس ومکاتب 74، اسکول اور مسافر خانے، 6,6، یتیم خانہ 4، اسپتال 2، درگاہ 137، کربلا 55، خانقاہ 13، امام باڑہ 224 اور مکانات 194 ہیں، ان اوقاف میں آمدنی کے ذرائع والے وقف اسٹیٹ 636 ہیں۔یہ وہ اعداد وشمار ہیں جس کا اندراج وقف بورڈ میں ہے، اس کے علاوہ ہزاروں، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے اوقاف ہیں، جن کا سروے اب تک نہیں ہوسکا اور ان کا اندراج بورڈ میں بھی نہیں ہے''۔

یہ اقتباسات اس لئے پیش کئے گئے تاکہ قارئین مسئلے کی حساسیت کو بھی سمجھیں اور کتابچے میں شامل مشمولات کی ضرورت کو بھی برتیں۔یہ کتابچہ افادہ عام کی غرض سے ہر خاص وعام تک پہنچانے کے ارادے سے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام 15.09.2024 کو باپو سبھا گار میں منعقد ہونے والے تاریخی تحفظ اوقاف کانفرنس کے موقع پر استقبالیہ کاؤنٹر پر سب سے پہلے دی جارہی تھی۔مہمانوں نے اسے دل سے پسند کیا اور اوقاف کے تحفظ کے تعلق سے امارت شرعیہ کی جدوجہد اور پیغام کو راست ذرائع سے دور تک پہنچانے کا کامیاب وسیلہ بھی ثابت ہوا۔اس طرح سے بروقت ان کی یہ علمی کاوش، چار صوبوں سے تشریف لانے والے مختلف شعبوں سے وابستہ معززین کی علمی ضیافتوں کا سبب بنی۔(فجزاہ اللہ خیرا) یہ ایک قیمتی رسالہ ہے جو بلاشبہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی بکساما ویشالی سے شائع ہوئی ہے۔ظاہری وباطنی حسن، شاندار طباعت وکاغذ اور خوبصورت پیش کش پر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کے ذوق وابرو کو سلام۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

اولو العزم خلیفہ: حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو چند قبائل نے بغاوت کردی اور مطالبہ کیا کہ نمازوں کی تعداد کم کی جائے اور زکوٰۃ کی وصولی ترک کردی جائے، یہ طوفان اس شدت سے اٹھا کہ عمرؓ جیسے مضبوط انسان بھی سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ مصالحت کی کوئی راہ نکالنی چاہئے، مگر ابوبکر صدیقؓ نے اعلان فرمایا: ''یہ لوگ حق کی راہ سے بھٹک گئے ہیں، میں باطل سے مصالحت نہیں کروں گا، واللہ میں ان سے جنگ کروں گا چاہے مجھے ان سے تنہا ہی لڑنا پڑے''۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور بغاوت فرد کردی گئی، اسلام کے لئے یہ ایک بہت بڑا ابتلا تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے جذبۂ استقامت کی وجہ سے ختم ہوا۔

ایک نیک صفت خاتون کا آیات قرآنیہ سے جواب: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے مشہور محدث وفقیہ ہیں وہ فرماتے ہیں، میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے چل پڑا، راستہ میں ایک بڑی نیک صفت بوڑھی سے ملاقات ہوئی، جو صوف کی قمیص اور صوف کا دوپٹہ زیب تن کئے ہوئے تھیں، میں نے ان کو سلام کیا السلام علیکِ ورحمة الله وبرکاته، انہوں نے جواب میں قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کیا "سلام قولا من رب الرحیم" (یٰس:۲۸) میں نے ان سے کہا کہ اس جگہ آپ کا کیا کر رہی ہیں تو انہوں نے دوسری آیت تلاوت کیا "من یضلل الله فلا هادي له" (اعراف:۱۸۶) اللہ جس کو راستہ سے ہٹادے تو اس کو کوئی راستہ بتانے والا نہیں، میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھٹکی ہوئی ہیں، میں نے کہا آپ کو کہاں جانا ہے؟ تو انہوں نے تلاوت کیا "سبحٰن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ" (اسراء:۱) وہ ذات پاک ہے جس نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو سیر کرائی، میں سمجھ گیا یہ حج کرچکی ہیں اور مسجد اقصیٰ جانے کا ارادہ رکھتی ہیں، میں نے عرض کیا کھانے کے واسطے آپ کے پاس کھانا نظر نہیں آرہا ہے تو انہوں نے کہا "هو یطعمنی ویسقینی" (شعراء:۸۹) وہ مجھے کھلاتے ہیں اور پلاتے ہیں، میں نے عرض کیا وضو کس چیز سے کرتی ہیں تو پڑھنے لگیں "فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا" (نساء:۴۳) پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کھانا ہے، کیا آپ تناول فرمائیں گی؟ تو انہوں نے یہ آیت مجھ کو سنائی "ثم اتموا الصیام الی اللیل" (بقرۃ:۱۸۷) پھر روزہ کو رات تک پورا کرلو، میں نے عرض کیا کہ یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے تو یہ آیت پڑھ دیا "ومن تطوع خیرا فان الله شاکر علیم" (بقرۃ:۱۵۸) جو کوئی اپنی خوشی سے کچھ نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدرداں ہے سب کچھ جاننے والا ہے، میں نے عرض کیا کہ سفر میں ہمارے لئے افطار مباح ہے تو انہوں نے پڑھا "وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون" (بقرۃ:۱۸۴) اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے اگر سمجھ رکھتے ہو (ترجمہ شیخ الہند) میں نے عرض کیا جس طرح میں آپ سے بات کرتا ہوں اس طرح آپ بات کیوں نہیں کرتیں (یعنی ہر بات میں آیات قرآنیہ ہی سے جواب کیوں عنایت فرماتی ہیں) تو یہ آیت تلاوت کیا "مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید" (ق:۱۸) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے، میں نے ان سے کہا آپ کن لوگوں میں سے ہیں؟ تو انہوں نے پڑھا "ولا تقف مالیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنه مسئولا" (اسراء:۳۶) اور قافلہ نے ایک صاحب نے بتایا کہ یہ ہماری والدہ محترمہ ہیں انہوں نے چالیس سال کے عرصہ سے قرآن کے الفاظ کے علاوہ بات نہیں کیا، اس خوف سے کہ کوئی لغزش گفتگو میں ہوجائے اور اللہ کا غصہ اور ناراضگی ان پر ہوجائے، خدا ہی قادر ہے جیسا چاہتا ہے کرتا ہے، میں نے عرض کیا "ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم" (جمعہ:۴) یہ اللہ کا فضل ہے وہ فضل جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے، واللہ اعلم بالصواب (تلخیص قصص القرآن:۲/۲۹۳)

حق گوئی وبیباکی: ایک شخص نے خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں پہونچ کر ایک درخواست گذاری، اس درخواست میں خلیفہ مامون الرشید کے ظلم کی شکایت درج تھی خلیفہ نے درخواست پڑھ کر کہا: ''کیا وہ میں ہی ہوں جس نے تم پر ظلم کیا ہے؟'' ''بلاشک وشبہ ظالم آپ ہی ہیں، اس لئے میں آپ سے مخاطب ہوں''۔ خلیفہ نے کہا ''اب بتاؤ میں نے تم پر کیا ظلم کیا ہے؟'' ''آپ کے وکیل سعد نے مجھ سے تیس ہزار درہم مالیت کے جواہرات خریدے تھے، جن کی قیمت آج تک ادا نہیں کی''۔ خلیفہ بولا ''جواہرات تو خریدے تھے سعید نے اور تمہیں شکایت مجھ سے ہے، آخر کیوں؟'' وہ شخص بولا ''سعید کے پاس آپ کی سند وکالت (مختار نامہ) ہے اس لئے آپ بری الذمہ قرار نہیں دیئے جاسکتے''۔ خلیفہ مامون الرشید نے کہا ''بھئی! یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ جواہرات سعید نے اپنے لئے خریدے ہوں، وہ اپنے اس فعل کا خود ذمہ دار ہے، میرا اس خرید وفروخت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ میں اس کا ذمہ دار ہوں''۔ اس شخص نے کہا ''کیا آپ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا یہ فرمان سنا ہے کہ مدعی کے ذمہ ثابت کرنا ہے اور منکر کے ذمہ بارِ حلف اٹھانا ہے؟'' خلیفہ مامون نے یہ سنا تو بولا ''لیکن تمہارے پاس بھی تو کوئی ثبوت نہیں ہے''۔

اس شخص نے کہا ''اس صورت میں قاضی صاحب ہی ہمارا فیصلہ کریں گے''۔ ''ٹھک ہے، چلو قاضی کے یہاں چلتے ہیں''۔ وہ شخص دارالقضاء پہونچ کر قاضی یحیٰ ابن اکثم کے سامنے پیش ہوا اور فریاد کی ''میرا فیصلہ کرنے کے لئے مدعا علیہ یعنی امیر المومنین مامون الرشید کو بھی عدالت میں حاضر کیا جائے'' منادی نے امیر المومنین کا نام لے کر پکارا تو مامون الرشید آگے آیا، اس کے ہمراہ اس کا غلام بھی تھا جو مصلے اٹھائے ہوئے تھا، مامون آگے بڑھ کر قاضی یحیٰ نے کہا ''بیٹھئے'' مامون نے غلام کو اشارہ کیا تو غلام نے فوراً مصلیٰ بچھادیا تاکہ مامون اس پر بیٹھ جائے، لیکن قاضی یحیٰ نے مامون کو سختی سے روک کر کہا ''یا امیر المومنین اپنے حریف کے مقابلہ میں آپ کو کوئی امتیاز حاصل نہیں ہے، آپ مصلے پر بیٹھیں گے تو آپ کا حریف بھی بیٹھے گا''۔ یہ کہہ کر قاضی یحیٰ نے دوسرا مصلے بچھوایا اور خلیفہ کے ساتھ اس کے حریف کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی جب دونوں بیٹھ گئے تو قاضی یحیٰ نے بغور دعویٰ سنا، اس کے بعد قاضی نے مامون سے حلف اٹھوایا تو مامون الرشید نے قسم کھالی۔

قاضی یحیٰ نے مقدمہ کا فیصلہ کردیا، اس کے بعد قاضی یحیٰ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے، یہ دیکھ کر مامون الرشید نے کہا: ''آپ کھڑے کیوں ہوگئے ہیں؟'' قاضی یحیٰ بن اکثم نے کہا: ''میں مسندِ قضا پر بیٹھا ہوں تو خلیفہ اور ایک عام آدمی دونوں میری نظر میں یکساں ہوتے ہیں، کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اب چونکہ عدالت برخاست ہوچکی ہے اس لئے اب مجھے یہ حق حاصل نہیں رہا کہ خلیفہ پر امتیاز رکھوں''۔

اندلس کے حاکم قاضی کی عدالت میں: اندلس کے خلیفہ حکم بن ہشام کے ایک عامل نے ایک شخص سے اس کی کنیز زبردستی چھین لی اور پھر اسے بطور تحفہ خلیفہ حکم بن ہشام کی خدمت میں پیش کردیا، خلیفہ کو اس صورت حال کا علم نہ تھا، اس نے اس تحفہ کو قبول کرلیا اور کنیز شاہی محل میں بھیج دی گئی۔ اس کنیز کا مالک قرطبہ کے قاضی شہر کی عدالت میں پیش ہوا اور فریاد کی کہ خلیفہ حکم کے فلاں عامل نے میری کنیز زبردستی چھین کر خلیفہ کو بطور تحفہ پیش کردی ہے۔ قاضی شہر نے فریاد سن کر خلیفہ وقت حکم بن ہشام کو عدالت میں حاضری کا حکم دیا تو خلیفہ حکم فوراً عدالت میں حاضر ہوگیا۔ قاضی نے خلیفہ حکم سے مخاطب ہوکر کہا: ''انصاف کا تقاضہ ہے کہ کنیز کو عدالت میں حاضر کیا جائے، لہٰذا میں انصاف کا تقاضہ پورا کرنے کے لئے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اس کنیز کو بلا تاخیر میری عدالت میں حاضر کردو، بصورت دیگر اگر تم کنیز کی حاضری میں پس وپیش سے کام لیتے ہو تو مجھے اسی وقت میرے منصب سے معزول کردو''۔ خلیفہ حکم بن ہشام نے قاضی کی یہ بات سنی تو کہا: ''کیا سب سے اچھی تیسری صورت پر عمل کیا جاسکتا ہے، قاضی نے استفسار کیا ''وہ تیسری صورت کیا ہے؟'' خلیفہ حکم بولا: ''کیا اس کنیز کو اس کے مالک سے بہت زیادہ قیمت پر خریدا جاسکتا ہے؟ میں بہت زیادہ قیمت پیش کردوں گا''۔ قاضی نے یہ سن کر فوراً کہا: ''سارے حالات سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جب سارے گواہ موجود ہیں تو اس صورت میں اب کنیز کی فروخت کا کوئی سودا نہیں ہوسکتا، اس موقع پر انصاف کو ملتوی بھی نہیں کیا جاسکتا، صرف یہی صورت باقی ہے کہ عدل نافذ کردیا جائے اور حقدار کو بلا تاخیر اس کا حق دلوایا جائے، میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کنیز کو فوراً عدالت میں پیش کردو''۔ خلیفہ وقت حکم بن ہشام نے قاضی کے حکم کی تعمیل میں اپنے آدمی کو حکم دیا۔ ''فوراً محل جاؤ اور کنیز کو اپنے ہمراہ لے آؤ'' بلا تاخیر کنیز کو محل سے لاکر قاضی کی خدمت میں پیش کردیا گیا، گواہوں نے گواہی دی کہ یہ وہی کنیز ہے جس کے بارے میں فریادی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس کا مالک ہے۔ قاضی نے حکم دیا ''کنیز کو اس کے مالک کے سپرد کیا جائے''۔ اور کنیز اسی وقت اپنے مالک کے حوالہ کردی گئی، کنیز اور اس کا مالک ہنسی خوشی اپنے گھر روانہ ہوگئے اور اندلس کے لوگوں نے اپنے حکمران کے پسندیدہ اطوار اور قاضی شہر کے عدل کی یہ داستان ہمیشہ یاد رکھی۔

عدل وانصاف پر توجہ دو: حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں ایک گورنر نے ان کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ اس کے علاقے کے قلعے مرمت کے قابل ہیں اور آمد ورفت کے راستے بھی محتاج اصلاح ہیں اس لئے اجازت مرمت فرمائی جائے کہ بیت المال سے ان کی درستی اور مرمت کرالی جائے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس درخواست کے جواب میں اس گورنر کو لکھا ''تمہاری درخواست موصول ہوئی اور صورت حال سے واقف ہوا، پتھر، اینٹ اور مٹی کی فکر تو بعد میں کرلیں گے، لیکن تمہیں جوں ہی میرا یہ خط ملے تم اپنے علاقے میں عدل وانصاف کے قلعے استوار کرنے پر پوری توجہ دو اور ان کے راستوں کو ظلم وستم اور بے انصافی سے پاک کرکے سیدھے اور ہموار کرو، کیونکہ رعایا کی خوشحالی اور امن وامان کا انحصار اسی پر ہے''۔

خلیفہ ہارون الرشید مکہ معظّمہ پہونچا تو اسے پتہ چلا کہ تہامہ کی کھوہ میں ایک عابد وزاہد بزرگ مقیم ہے جو دن رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔

بزرگوں کی خاموشی بھی حکمت پر مبنی ہوتی: ہارون الرشید اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے نصیحت کریں، میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا، خدا کی قسم میں وہی کروں گا جس کا آپ حکم دیں گے''۔

بزرگ نے ہارون الرشید کی ان باتوں کے جواب میں خاموشی اختیار کرلی اور خلیفہ کی کسی بات کا جواب نہیں دیا، خلیفہ نے کچھ دیر کا انتظار کیا، پھر جواب نہ پاکر خاموشی سے اٹھا اور چلا گیا۔

خلیفہ ہارون الرشید کی روانگی کے بعد بزرگ کے اصحاب میں سے ایک بولا: ''خلیفہ نے جب قسم کھاکر یہ کہا تھا کہ وہ وہی کچھ کرے گا جس کا آپ حکم دیں گے، تو آپ نے اسے خدا سے ڈرنے، رعایا پروری اور عدل وانصاف سے کام لینے کی تلقین کیوں نہیں کی، اگر آپ اسے اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتے تو آپ اسے بہر حال ایک نیک کام ہی کی نصیحت کرتے۔

بزرگ نے اپنی محفل کے اُس رکن کی یہ بات سن کر قدرے توقف کے بعد کہا: ''کیا میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقتور ہوں کہ دنیاوی حاکموں کو وہ جو احکامات دیتا ہے، ہارون الرشید اس کی تو واضح نافرمانی کرتا ہے اور میں اسے جو نصیحت کروں گا وہ اسے مان لے گا؟''

یہ جواب سن کر بزرگ کے حاشیہ نشین نے بڑی نصیحت حاصل کی اور خاموشی اختیار کرلی۔

آپ سے کیا مانگوں؟ ایک بار حج کے موقعہ پر اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کعبہ میں حاضر ہوا تو وہاں حضرت سالم (حضرت عمر فاروقؓ کے پوتے) کو دیکھا، خلیفہ ان کے قریب گیا اور کہا ''حضرت مجھے کوئی خدمت کا موقع دیا جائے اور حکم دیا جائے جس کی تعمیل کا شرف حاصل کرسکوں''۔

سالم نے جواب دیا: ''اللہ کے گھر میں اللہ کے سوا کسی اور سے مانگنا شرم کی بات ہے''۔ جب دونوں حضرات کعبہ سے باہر نکلے تو خلیفہ نے پھر کہا ''حضرت! اب تو کعبہ سے باہر ہیں، اب کچھ طلب فرمائیں'' حضرت سالم نے پوچھا ''میں آپ سے کیا مانگوں؟ دنیا یا دین؟ ہشام نے کہا: ''دنیا'' حضرت سالم نے جواب دیا: ''دنیا تو میں اس کے مالک حقیقی سے بھی کبھی طلب نہیں کی، پھر آپ سے (جو اس کے مالک نہیں) کیسے مانگوں'' اور ہشام لاجواب ہوکر چلا گیا۔

Scanned with CamScanner

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عالمی امن

ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی

نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیائے انسانی بالعموم اور خطۂ عرب بالخصوص فتنہ وفساد اور بدامنی وانتشار کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، کہیں دولت واقتدار کی جنگ تھی تو کہیں خاندانی ونسلی برتری کا تصادم، کہیں خواہشات کی تکمیل کے جھگڑے تھے تو کہیں جھوٹی انا کے معرکے، ایران وروم اس عہد کی دو بڑی طاقت تھے۔ ان کی باہمی جنگیں محض اپنے حدود واختیارات کی توسیع اور ایک دوسرے کو زیرنگیں بنانے کی ہوس پر مبنی تھیں، قرآن کریم کی سورۃ الروم میں اس جنگ کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔

ہندوستان میں طبقاتی کشمکش جو برہمن، دیش چھتری اور شودر کے درمیان برپا تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انسانی حقوق اور عزت وشرف سے بعض طبقات محروم رکھے گئے تھے اور دوسرے بعض اس کے اجارہ دار بن گئے تھے، یورپ والیشیا کے ممالک میں سربرآوردہ لوگوں اور مملکت کے کارپردازوں کا طبقہ دوسرے طبقات کو اپنی خدمت وراحت کا آلہ کار بنائے ہوا تھا، جزیرۂ عرب میں قبائلی منافرت اور خاندانی جنگیں پشتہا پشت تک لڑی جاتی تھیں، انتقام در انتقام کا سلسلہ کسی حد پر رکنے کا نام لیتا تھا، بدامنی کا عام ماحول تھا نہ کسی کی جان کو تحفظ حاصل تھا اور نہ کسی کی عزت و آبرو محفوظ تھی، نہ سفر مامون تھا اور نہ گھر بے خطر، ان حالات میں توریت وزبور اور انجیل کی خدائی تعلیمات یقیناً موجود تھیں، مگر ان کے حاملین وتبعین نے ان کو اس حد تک غبار آلود کردیا تھا، کہ ان کی روشنی میں امن وامان اور عدل وسلامتی کی راہ دکھائی دینا تو درکنار خود ان کتابوں اور ان کے لانیوالے انبیاء کی اصل سیرتوں کا پہچاننا مشکل ہوگیا تھا، دنیا جانتی ہے کہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی ظلم وجاہلیت، فتنہ وفساد اور اضطراب وانتشار میں گھری ہوتی تھی، اور اسی لئے مورخین اسے عہد تاریک قرار دیتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم کی اسلامی دعوت جب مکہ مکرمہ میں عام ہوئی تو گوکہ اس کا مرکزی نکتہ اللہ کی عبادت اور طاغوت سے برأت تھا تاہم اس کے پہلو میں سماجی وسیاسی، مقامی وعالمی مسائل ومشکلات کے حل موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی توسیع واستحکام میں عالمی امن کی ضمانت موجود تھی، چنانچہ اسلام کا حلقہ اثر جیسے جیسے بڑھتا گیا بدامنی اور جنگ وجدال کے اثرات محدود ومختصر ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ظلمت پسند کافروں نے جتنی جنگیں مسلط کیں ان سب میں وہ خود ہی پسپا ہوئے، اور ہر جنگ مسلمانوں کے حوصلے بلند کرتی چلی گئی، ان جنگوں میں بجا طور پر مسلمانوں کو یہ ہدایت تھی کہ وہ حملہ آوروں کا دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کریں، ان کی کثرت تعداد کو دیکھ کر گھبرائیں نہیں، اور شکست خوردگی کا احساس لے کر صلح کی درخواست نہ کریں، کیونکہ یہ براہ راست ہزیمت کی ایک شکل ہوگی، **فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون** "تو تم ہمت نہ ہارو اور دشمنوں کو صلح کی دعوت نہ دو اور تم تو غالب ہو۔" (محمد: ۳۵) مگر اسی کے ساتھ کام بھی دیا گیا تھا کہ اگر یہ جنگ جو مشرکین خود ہی جنگ کا ارادہ ترک کر کے صلح کی درخواست کریں تو اپنی طاقت کا مظاہرہ نہ کرو، اور نہ اس بات کی پرواہ کرو کہ یہ صلح کر کے پھر مکر جائیں گے، اور نئی طاقت کے ساتھ جنگ کریں گے، بلکہ تم صلح کرواور معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔" **وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله** "اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاتا اور خدا پر بھروسہ کھو"۔ (الانفال-٦١)، "پھر اگر وہ تم سے جنگ کرنے سے کنارہ کشی کریں اور لڑیں نہیں اور تمہاری طرف پیغام صلح بھیجیں تو خدا نے تمہارے لئے ان پر زبردستی کرنے کی کوئی سبیل مقرر نہیں کی"۔ (النساء:۹)

یہ احکام اس لئے دیئے گئے تاکہ بدامنی اور جنگ وجدال کا ماحول ختم ہو اور امن وامان قائم ہو سکے اور اسلام جو تو قیام امن کا ہی داعی نقیب ہے، قیام امن کیلئے اگر مفسد طاقتوں کا مقابلہ ناگزیر ہو جائے اور طاقت کے استعمال کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آئے تو جنگ سے گھبرانا نہیں چاہئے لیکن اگر جنگ کے بغیر امن قائم ہوسکتا ہو تو جنگ چھیڑنا نہیں چاہیے، اگر نبی صلی اللہ عیہ وسلم کی زیر قیادت لڑی جانے والی تمام جنگوں کے مقتولین کے اعداد وشمار جمع کئے جائیں، پھر دنیا کی دوسری تاریخی جنگوں کے اعداد وشمار سے ان کا موازنہ کیا جاے تو یہ حیرتناک انکشاف ہوگا کہ دنیا کی کسی تاریخی جنگ میں اس سے کم جانی ومالی نقصان نہیں ہوا، پہلی جنگ عظیم 18-1914ء میں تقریباً پچاس لاکھ انسان مارے گئے جن میں صرف روس کے 17 ر لاکھ انسان تھے، دوسری جنگ عظیم 1929ء تا 1945ء میں تقریبا دو کروڑ انسانوں کا قتل ہوا اور ان کا حاصل کچھ بھی نہ تھا جبکہ عہد نبوی کی تمام جنگوں کے مقتولین وشہداء کی تعداد صرف ایک ہزار سے کچھ زیادہ ہوگی، اس کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علہ سلم کا حکم تھا کہ بچوں، بوڑھوں عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے اور میدان چھوڑ کر جانے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے، زراعت ومویشی اور درختوں کو برباد نہ کیا جائے، ایک غزوہ میں لشکر اسلام کے بعض مجاہدین نے دشمن قبیلہ کی چند بکریاں لوٹ لیں اور انکو ذبح کر کے ہانڈیاں چڑھادیں نبی اکرم صلی الہ علیہ سلم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نے حکم دیا کہ تمام ہانڈیاں الٹ دی جائیں، چنانچہ ساری ہانڈیاں الٹ دی گئیں، (ابوداؤد کتاب الجہاد) سچ پوچھئے تو اخلاق جنگ کا درس پہلی مرتبہ نبی کرم صلی اللہ علیہ سلم نے دنیا کو دیا خود نبیؐ کے مزاج مبارک میں عفو ودرگذر، نرمی، صلح جوئی اور امن وسلامتی، آشتی واخوت بے پناہ تھی، قرآن اس کا اعتراف ان لفظوں میں کرتا ہے، "(اے محمدؐ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لیے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کردو اور ان کے لیے خدا سے مغفرت مانگو۔" (آل عمران:۱۵۹)

منصب کی نازک ترین ذمہ داری نے اس مزاج کو مزید مجلّٰی ومصفّٰی کردیا تھا آپ نے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا آپ امن وسلامتی کی جگہ جنگ وتصادم پر یقین رکھتے ہیں، منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے کے واقعات بھی اس پر شاہد ہیں، چنانچہ یمن کا ایک تاجر مکہ کپڑا بیچنے آتا ہے مکہ کے کچھ لوگ اس سے کپڑا تو لے لیتے ہیں مگر قیمت نہیں چکاتے، تاجر اپنے کپڑے کا دام وصول کرنے کے لیے دردر کی خاک چھانتا ہے اور ناکام ونامراد ہوتا ہے، اس ظلم وتعدی کو کچھ حساس لوگ محسوس کرتے ہیں اور عبداللہ بن جدعان کے گھر پر دعوت کے بہانے جمع ہوتے ہیں اور اس میں اس بات کا عہد کرتے اور قسم کھاتے ہیں کہ آئندہ ہم اپنے یا باہر سے آنے والے کسی تاجر کے ساتھ ظلم نہیں ہونے دیں گے اور ان لوگوں کا محاسبہ کریں گے جو اس طرح کی حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں، محمد عربیؐ اس مجلس میں دل وجان سے شریک اور موجود ہیں، منصب نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد اس واقعہ کا مسرت اور جوش کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر آج بھی مجھے اس جیسے معاہدہ کے لیے بلایا جائے تو میں اسے سرخ اونٹ پر ترجیح دوں گا۔" میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر حلف الفضول میں شریک ہوا ہوں، اگر اسلام میں بھی مجھے اس کے لیے بلایا جاتے تو میں اسے سرخ اونٹ پر ترجیح دوں گا" (سیرت ابن ہشام) یہ واقعہ تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے معروف ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ سیلاب کی وجہ سے ایک بار خانہ کعبہ کی دیواروں میں شگاف پڑ گیا، اصحاب الرائے اس نتیجہ پر پہونچے کہ دیواروں کو منہدم کر کے ان کی از سر نو تعمیر کی جائے کام شروع ہوگیا جب دیوار اتنی اوپر اٹھی کہ اب اس میں روایتی حجر اسود کو نصب کیا جائے تو سارے قبائل تنصیب حجر اسود کا شرف حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑ پڑے نوبت یہاں تک پہونچی کہ تلواریں نیام سے باہر آئیں اور لوگ مرنے مارنے پر تل گئے، اسی اثنا میں یہ رائے آئی کہ آج یہ معاملہ رہنے دیا جائے، کل صبح سویرے جو شخص حدود کعبہ میں نظر آئے اسی کو فیصلہ کن مان لیا جائے اور لوگ اس بات پر متفق ہو گئے، اگلے دن صبح سویرے جب لوگ وہاں پہونچے تو محمد عربیؐ کو موجود پایا اور انھوں نے جو فیصلہ کیا وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے محمد عربیؐ نے ایک چادر منگوائی، حجر اسود کو اس چادر میں رکھ دیا، اور ہر قبیلہ کے سرداروں سے کہا کہ وہ چادر کا ایک ایک کونہ تھام لیں، چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ نے حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھ دیا، اس طرح ہر قبیلہ نے تنصیب حجر اسود کا شرف حاصل کرلیا، ہر شخص مطمئن ہوگیا اور ایک خوں ریز تصادم ٹل گیا، یہی محمد عربیؐ کا مزاج تھا اور یہی آپ کا پیغام تھا۔

طلوع نبوت کے بعد کفار ومشرکین نے امن وسلامتی پر مبنی اسلامی دعوت کو اپنے مشرکانہ مذہب، ظالمانہ سماج اور مفسدانہ نظام کے خلاف ایک چیلنج سمجھا اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے، داعی اسلام محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستایا ان کے قتل کا منصوبہ بنایا ان کے ساتھیوں کو زدوکوب کیا، اور ہر طرف دہشت گردی کا ماحول برپا کردیا، جہاں کوئی شخص رجعت پسندی کے بجائے کلمۂ حق کا اظہار کرتا تو دشنام طرازیوں اور ایذا رسانیوں کے خارداروں میں دھکیل دیا جاتا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ خانہ کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اسی اثنا میں حضرت خباب بن ارت حاضر ہوئے اور کفار کے ظلم وستم، تشدد وتباہ کاری اور مردم آزاری کا شکوہ کر کے اللہ سے ان حالات کو بدلنے کے لیے دعا کی درخوست کی تو آنجناب نے ماضی کے انبیائی واقعات کا ایک دفتر کھولا، ظلمت پسندوں کے مظالم اور انبیاء کرام کے صبر واستقلال کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ "ایک دن آئے گا جب صنعا سے لے کر حضر موت تک ایک عورت تنہا سفر کرے گی اور اسے خدا کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ ہوگا"۔

ایک ایسے زمانہ میں جب کہ آدمی اپنے گھر میں شب خون کے خوف سے لرزہ براندام رہتا ہو اور نہ تنہا سفر کرنے کو ہلاکت کا ذریعہ سمجھتا ہو، نبی اکرمؐ کی یہ پیشین گوئی عجیب وغریب معلوم ہوئی چنانچہ بعض صحابہ نے حیرت سے پوچھ ہی لیا کہ اس دن بنی حاتم کے راہ زن کہاں چلے جائیں گے؟ لیکن دنیا نے یہ دیکھ لیا کر صرف تیئیس سالوں میں یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور خود بنی حاتم کے راہزن اندھیری رات کے نہتے مسافروں اور مال وثروت سے لدے پھندے تاجروں کے لیے راہنما کی خدمت انجام دینے لگے چنانچہ ایک صحابی رسولؐ نے مدنی زندگی میں حالات کی انقلابی تبدیلی کو محسوس کیا اور کہا کہ خدا کی تم وہ وقت آگیا، سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا اور یہ حالات کیونکر بدلے، اس کیلئے کیا احوال وطریقۂ کار اپنائے گئے، اور کس طرح اقدامات کئے گئے، ان سوالوں کے جوابات سیرت وتاریخ اور قرآن وحدیث سے بہ تفصیل ہمیں ملتے ہیں، آپ نے دنیا کو امن وسلامتی عطا کرنے کے لیے اصولی اور عملی دونوں طرح کے اقدامات کئے، بدامنی کے اسباب پر نظر ڈالی اور ان کا سدباب کیا، اس کی جگہ امن وسلامتی کے اصول رائج کیئے، بدامنی کے نظام کو ختم کیا اور امن وآشتی کے احکام مقرر فرمائے، بدامنی کے حسب ذیل موٹے موٹے اسباب کا پتہ چلتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی نشاندہی فرمائی اور ان کا علاج کیا۔

آخری آزمائش

یاد رکھئے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کلمہ توحید کی حفاظت کے لئے ہم مسلمانوں کی: اعانت کا محتاج نہیں ہے، بلکہ ہم اس کے فضل کے محتاج ہیں، اس تیرہ سو برس کے اندر اسلام میں کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری سے اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کر گئیں، اگر اس آخری آزمائش میں بھی ہم پورے نہ اترے، تو کیا عجب ہے کہ قدرت الٰہی اپنے دین مبین کی حفاظت کے لئے دوسروں کو چن لے اور ہم کو اسی طرح اپنے دروازے سے مردود کردے جس طرح ہم سے پہلے بہت سی قومیں ہو چکی ہے۔ **یا ایها الناس انتم الفقراء إلى الله والله هو الغني الحميد، إن يشا يذهبكم ويأت بخلق جديد وما ذلك على الله بعزيز** اے لوگو! تم اللہ کے فقیر وسائل ہو اللہ تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہے اگر وہ چاہے تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور ایک دوسری مخلوق کو پیدا کردے اور اس کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔" (مولانا ابوالکلام آزاد)

Scanned with CamScanner

عصر حاضر اور ہماری ذمہ داریاں

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

پوری دنیا میں اس وقت ہمارے جو حالات ہیں اگر آپ ان پر غور کریں، چاہے وہ بوسنیا ہرزگوبینا کا مسئلہ ہو، چاہے وہ صومالیہ کے لوگوں کا مسئلہ ہو یا تاجکستان کا مسئلہ ہو یا افغانستان میں ہمارے بھائیوں کی آپسی جنگ ہو یا پاکستان میں ہونے والے عجیب وغریب واقعات ہوں یا ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں اور اسلام کو وہاں مٹانے کی کوشش اور منظم کوشش کا معاملہ ہو، پوری دنیا میں ایک بات بالکل صاف ہے کہ مسلمان اس وقت ظلم اور جبر کا شکار ہیں۔ یہ ظلم اور جبر کا شکار ہونا مسلمانوں کا، دو بات کو بتاتا ہے، ایک تو یہ کہ دنیا کی جتنی عظیم الشان قوتیں ہیں وہ اس وقت سب سے زیادہ ہماری وجہ سے فکرمند اور پریشان ہیں، خوب غور کیجئے بات کو۔ میں کیا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بڑی بڑی طاقتیں جو سازشوں کا گھر ہیں، وہ آخر دنیا کی دوسری قوموں کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیوں نہیں کر رہی ہیں، آپ ہی کے پیچھے کیوں پڑی ہوئی ہیں؟ اور دنیا کے ہر خطے میں آپ ہی کو ظلم کا شکار کیوں بنانا چاہتی ہیں؟ وہ جہاں کہیں بھی ہو، آپ کی قوت کو توڑنا، آپ کی اجتماعیت کو منتشر کرنا، اتفاق واتحاد کو توڑنا، آپ کے بیچ اختلاف وانتشار کو پیدا کرنا، آپ کے دینی شعائر کو مٹانا، آپ کی عزت وحرمت سے کھیلنا، آپ کی جان اور آپ کے مال سے کھیلنا، یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں ہو گیا یا افغانستان میں ہو گیا یا تاجکستان میں ہو گیا یا بوسنیا میں ہو گیا، نہیں! یہ دنیا بھر کی ایک عالمی سازش ہے جو آپ کے خلاف کی جا رہی ہے، یہ عالمی سازش آپ کے خلاف آخر کیوں ہو رہی ہے؟ دوسروں کو اس کے لیے کیوں نہیں منتخب کیا گیا؟ اس کے پیچھے بہت بڑا راز ہے، ہم اور آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اس دنیا میں کسی بھی باطل نظام سے ٹکرانے اور کسی بھی فاسد نظام کو توڑنے اور کسی بھی ظلم کو ختم کرنے، انصاف کو قائم کرنے، انسان کو عدل کا پیغام دینے اور اس کائنات کی سچی حقیقت کو واضح کرنے کی طاقت تنہا اس پیغام میں ہے جسکو لے کر حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ دراصل جو چیلنج ہے ہمیں، وہ چیلنج صرف مسلمانوں سے ہے اور صرف اسلام سے ہے۔ اس لیے کسی قیمت پر بھی اسلام کو پنپنے دینا نہیں چاہتے۔ وہ امریکہ کی عظیم الشان قوت ہو، وہ اسرائیل کی سرپرستی ہو یا وہ ہندوستان کی ہندو جارحیت اور فرقہ پرستی ہو۔ یہ ساری کی ساری قوتیں دراصل ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں اور یہ سب مل کر صرف ایک کام کرنا چاہتی ہیں کہ کسی قیمت پر بھی وہ ہم کو اور اسلام کو آگے بڑھنے دینا نہیں چاہتے ہیں۔ دراصل وہ اسلام کو سب سے بڑا چیلنج سمجھتے ہیں اپنے لیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صلاحیت اور قوت اسلام میں ہے دنیا کو راستہ دکھانے کی اور اسلام میں دنیا کو ظلم سے نجات دینے کی اور اسلام میں ہے دنیا کو ایک نیا نظام دینے کی، کسی اور میں یہ قوت نہیں ہے۔ اس لیے جہاں یہ چیز ہمارے لیے بہت تکلیف دہ ہے وہاں پوری دنیا کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ مستقبل میں اگر کوئی قوت چیلنج بن کر ابھر سکتی ہے تو وہ تنہا اسلام ہے۔ اگر اس راز کو آپ پالیں تو آپ بھی یہ سمجھیں گے کہ ہماری عزت فقط اسلام سے ہے۔ اسلام کے بغیر ہماری کوئی عزت نہیں، ہمارا کوئی وقار نہیں۔ یہاں سے یہ مزاج بننا چاہیے کہ اگر ہم کو آگ میں زندہ جلا دیا جائے تو یہ ہم کو گوارہ ہوگا لیکن اسلام کو چھوڑنا ہم کو گوارہ نہیں ہوگا۔ اگر یہ بات سمجھ لیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی سمجھ میں آئے گی۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ ایمان میں بھی مٹھاس ہے، اور ایمان کی مٹھاس وہی چکھ سکتا ہے جو آگ میں جلنا گوارہ کرے۔ اسلام کو چھوڑنا گوارہ نہ کرے تو ایمان کی صحیح لذت، ایمان کی صحیح مٹھاس دراصل اسلام کے ساتھ محبت اور اس جذبے کے اندر چھپی ہوتی ہے کہ ساری کائنات کی لذتیں ایک طرف اور ساری کائنات کی مصیبتیں ایک طرف، لیکن ہمارا اسلام اور ہمارا ایمان ایک طرف۔ چنانچہ صحابہ کا مشہور واقعہ سنا ہوگا آپ نے کہ ایک وقت کے شہنشاہ نے چاہا تھا کہ مومن کی گردن کو اس کے سامنے جھکا لیا جائے مسلمان اس کے سامنے سجدہ کریں لیکن اس وقت کے مسلمانوں نے جلتی ہوئی کراہ میں، تیل میں، آگ میں جلنا قبول کر لیا لیکن کسی قیمت پر انہوں نے غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنا گوارہ نہیں کیا۔ مشہور تاریخی واقعہ ہے، یہ ایمان کی اس حلاوت، اس مٹھاس کو چکھنے کا نتیجہ تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے ساتھ اور عشق کے بعد پیدا ہوتا ہے۔

دوسرا پہلو اس مسئلے کا یہ سوچنے کا ہے کہ جب اسلام ہی ہمارے لیے باعث عزت ہے اور وہ دعاء آپ نے بہت پڑھی ہوگی قنوت نازل سنا ہوگا، جب مصیبت آتی ہے تو قنوت نازلہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے، تو اس میں حضور نے جو دعا فرمائی ہے اس میں ایک جملہ بڑا عجیب جملہ ہے، جب میں وہاں پہنچتا ہوں تو خود میری عجیب کیفیت ہوتی ہے، فَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ - آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے اللہ آپ جس سے محبت کریں وہ کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا۔ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ اور جس سے آپ ناراض ہو جائیں اس کو کبھی عزت نہیں مل سکتی تو آج جس بے عزتی کا ہم شکار ہیں، جس ذلت کا ہم شکار ہیں جس اجتماعی ذلت سے ہم دوچار ہوتے ہیں، اپنے ملک میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہم نے اللہ کی محبت کھو دی ہے۔ اللہ کی محبت سے ہم کو عزت ملتی ہے، اللہ کی ناراضگی سے ذلت ملتی ہے، ہم کو ذلت مل رہی ہے عزت نہیں مل رہی ہے۔ بات کہنے کی نہیں لیکن کہنا پڑتا ہے محض سمجھانے کے لیے آپ کو۔ 1992ء کے ہنگامہ کے بعد ہم لوگ جہاں پورے ملک کا دورہ کر رہے تھے بمبئی بھی پہنچے اور جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ہماری گاڑی جہاں ہم ٹھہرتے ہیں وہاں نہیں جا رہی ہے بلکہ دوسری جگہ جا رہی ہے۔ دریافت کیا کہ کیوں نہیں جا رہی ہے تو معلوم ہوا کہ فلاں بابا صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اس لیے پورا راستہ بند ہے۔ میں آپ سے بتا نہیں سکتا کہ دو تین دنوں تک ہم نے شرک اور غیر اللہ کی پوجا کا کیا منظر دیکھا۔ کوئی مجذوب تھے میں نہیں جانتا۔ لیکن ان کی عبادت کا جو منظر میں نے دیکھا اس کے بعد میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے سوچا کہ اللہ اس قوم سے کیسے راضی ہوسکتا ہے جو غیر اللہ کی اس طرح کھلی ہوئی عبادت کر رہی ہو۔ کیا کوئی نسل ہماری ایسی ہے جس کو اللہ نے ٹھیکہ دے دیا ہو، جب یہودیوں سے اللہ تعالی نے یہ کہہ دیا کہ تم جو کہتے ہو کہ نحن ابناء اللہ ہم تو اللہ کی اولاد ہیں اور جب تم یہ کہتے ہو کہ ہم یہود ہیں ہم کو تو ہمیشہ اللہ کا فضل ہی ملے گا، قرآن نے ان باتوں کو غلط کہا ہے کہ یہود کہیں یا نصاریٰ کہیں یہ غلط ہے، اور آپ مسلمانوں سے یہ کہہ دیا کہ تم بھی یاد رکھو کہ نسل کی بنیاد پر تم مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ہو، تم اللہ کا فضل نہیں پا سکتے اور اسی لیے وہ آیت لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی ہے لیکن قرآن کی اس آیت: ان الذين أمنوا و الذين هادوا و النصارى و الصابئين من أمن منهم بالله و اليوم الآخر فلهم أجرهم عند ربهم.....، کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ اگر یہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر پکا یقین رکھیں گے تب ان کو نجات ملے گی، اگر اللہ پر پکا یقین نہیں ہوگا تو ان کو نجات نہیں ملے گی۔ تو ہم اپنی زندگی میں غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں جب مار پڑتی ہے تو اللہ کو پکارتے ہیں اور جب تھوڑا سا امن ہو گیا تو سکون ہو گیا، پھر غیر اللہ کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ یہ شرک جو ہماری رگوں میں گھس گیا ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک اس طرح گھستا ہے شرک کی چال ایسی ہے جیسے چکنے پتھر پر چیونٹی، کوئی آواز آتی ہے کیا؟ پتھر بالکل چکنا ہو اور چیونٹی چلے گی تو کیا حال ہوگا؟ چیونٹی کی یوں بھی آواز نہیں ہے، چکنے پتھر پر چلے تو اور بھی آواز نہیں آتی۔ فرمایا حضورؐ نے کہ جیسے چیونٹی کی چال سے شرک اندر گھستا ہے، تو اس لیے مسلمان کو تو ہر لمحہ چوکنا اور مستعد رہنا چاہیے کہ ہماری زبان سے کوئی ایسا بول نہ نکلے، ہمارے دل میں کوئی ایسا عقیدہ نہ بیٹھے، ہمارے اعمال سے کوئی ایسا عمل ظاہر نہ ہو کہ جس میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کے لیے وہ کام کریں جو اللہ کے لیے ہی کرنا چاہیے۔

دوسری طرف ہم اپنی زندگیوں کو دیکھ لیں صورت حال ایسی ہے کہ ایک بار بہت بڑا سیلاب آیا اور میں اس سیلاب میں کچھ ریلیف کا کام کرنے کے لیے ان بستیوں میں گیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ صاحب ہم تو بستی کے باہر باندھ باندھ رہے تھے، اونچے اونچے بند بنا رہے تھے کہ پانی بستی میں گھسنے نہ پائے اور پانی سامنے دکھائی پڑ رہا تھا بستی سے ابھی آدھے کلومیٹر یا پون کیلومیٹر یا اس سے کم کی دوری پر اور ہم نے بند باندھ لیا اور ہم بڑے خوش تھے کہ سیلاب ہمارے گاؤں میں نہیں آسکے گا، پانی باہر رک جائے گا، بہت مضبوط بند باندھ دیا ہے اور ہمہ دم چوکنہ ہیں، لیکن گھروں سے خبر آئی کہ چولھوں کے نیچے سے پانی آرہا ہے، بیڈروم میں لوگ ہیں، چارپائی پر لیٹے ہیں، اس چارپائی کے نیچے سے پانی اتر رہا ہے، نکل رہا ہے۔ یعنی اوپر کا پانی تو بستی کے باہر ہے لیکن اندر اندر کا پانی بستی میں نہیں گھروں میں، کمروں میں، باورچی خانوں میں، ہر جگہ گھس گیا۔ سمجھ میں بات یہ آتی ہے کہ فتنہ اور برائیوں کا جو طوفان آیا ہوا ہے، بہ ظاہر لگتا ہے کہ ہم نے بستی کے باہر بند باندھ دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ فتنہ ہمارے گھروں کے اندر گھس آیا ہے، خاموشی کے ساتھ زیر زمین، انڈر گراونڈ اس نے اپنا وہ راستہ بنایا ہے، اوپر والے خوش ہیں کہ صاحب ہم نے بند باندھ کر پانی روک دیا، اسی طرح ہم تقریریں کرتے پھرتے ہیں، وعظ کرتے پھرتے ہیں قرآن وحدیث کی مجلسیں لگتی ہیں سب کچھ ہو رہا ہے لیکن فتنے اور بے دینی اور شرک کا طوفان اور سیلاب اندر اندر گھس کر ہمارے گھروں میں آ رہا ہے۔ ایک مسلمان شرک کے معاملے میں کتنا حساس تھا۔ کیا کبھی کسی مورتی کو مسلمان اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے جب ہماری نظر غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر پڑتی تھی اور وہ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے ہوتے تھے تو مسلمان اس طرح چونکتا تھا جس طرح وہ برا جانور جو خنزیر ہے وہ سامنے آجائے اور وہ اس سے دور بھاگتا تھا، اس کے اندر شرک کی نفرت تھی، آپ اس بات کو جانتے ہوں گے کہ پوری رامائن ٹیلی ویژن پر دکھائی گئی اور مسلمانوں نے اپنے بیڈروم میں اور اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر تمام مورتیاں پہنچا دیں، تمام ان کی باتیں دیکھیں اور ان کے اندر کوئی غیرت ایمانی نہیں پیدا ہوئی کہ اللہ کے عبادت گزاروں کے گھر میں غیر اللہ کی پوجا کس شان وشوکت کے ساتھ ہو رہی ہے، فتنے اس خاموشی کے ساتھ آتے ہیں، ہم مدرسے قائم کرتے ہیں، ہم قرآن پڑھا رہے ہیں ہم حدیثیں پڑھا رہے ہیں، ہم دین کے اچھے سے اچھا وعظ کہہ رہے ہیں۔ ہم جمعہ میں خطبہ دے رہے ہیں، لیکن کیا ہو رہا ہے، ہو یہ رہا ہے کہ وہ ساری برائیاں اندر اندر گھسی آرہی ہیں۔ ہماری عورتوں میں سے دین نکل گیا، جب عورتوں سے نکل گیا تو ہمارے بچوں میں سے نکلا، ہماری زندگیوں میں سے نکلا، بلکہ فتنہ وفساد اور دین کی خلاف ورزی ہمارے گھروں میں کس طرح گھس گئی ہے اس کو بتانا مشکل ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ قاہرہ (مصر) ایک اسلامی ملک ہے مسلمانوں کا ملک ہے لیکن بعض جگہوں پر مجھے نماز پڑھنے کی جب ضرورت پڑی تو کمروں میں نماز پڑھنے میں مشکل ہو گئی مجھے، اس لیے کہ وہاں پر فرعون اور فرعونی خاندان کے مجسمے چاروں طرف تمام جگہوں پر لگے ہوتے ہیں، میدانوں میں لگے ہوئے ہیں اور صدارتی محل میں لگے ہوئے ہیں، نماز پڑھنا دشوار کہ ادھر مڑوں تو ادھر مجسمہ اور اُدھر مڑوں تو ادھر بت لگا ہوا ہے نماز پڑھوں تو کہاں پڑھوں؟ آخر وہ احساس کیوں چلا گیا؟ وہ اسلام جو تم کو یہ مسئلہ بتاتا ہے کہ جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو تو لائٹ کو، روشنی کو چراغ کو، مصلی کے سامنے نہیں ہونا چاہیے۔ مسئلہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے، دائیں یا بائیں ہو، لیکن ٹھیک سامنے امام کے، مصلی کے روشنی، چراغ، موم بتی نہیں ہونی چاہیے، کیوں نہیں ہونی چاہیے؟ اس لیے کہ آگ ان چیزوں میں سے ہے جن کی پوجا کی جاتی ہے، اور اگرچہ تم آگ کی پوجا نہیں کرنا چاہتے ہو لیکن سامنے رکھ کر جب سجدہ کرو گے تو ایسا لگے گا کہ تم ان کی پوجا کر رہے ہو، اور اسلام شرک کی ایہام کو اور شرک کی وہمی صورت کو بھی منع کرتا ہے۔ اسلام شرک کے معاملے میں اتنا حساس اتنا باغیرت ہے مگر اس اسلام کے فرزندوں کا کیا حال ہے۔ آپ گھروں میں جائیے تو تصویروں سے چھٹی نہیں، گھروں سے جائیے تو مجسموں سے چھٹی نہیں، بولو وہ تمہارا احساس کہاں مر گیا۔ کیوں مر گیا؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا احتساب بھی کریں کہ ہم نے اللہ کی دوستی کیوں کھو دی کہ اس ذلت کے ساتھ ہم کو دوچار ہونا پڑ رہا ہے لڑائی لڑنی ہو تو ہم لڑیں گے جنگ کرنے کو ہم کریں گے، سیاسی میدان میں بھی لڑیں گے اور اپنے تحفظ کی لڑائی بھی لڑیں گے، جہاں پر جو امکانات ہوں گے سب لڑیں گے لیکن یہ مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ کی نصرت ہاتھ میں نہ رہے تو کیا تمہاری تلواریں تمہارے کام آئیں گی اگر اللہ کی طرف سے مدد نازل نہ ہو تو کیا کوئی چیز تمہارے کام آئے گی؟ نہیں کام آسکتی۔ اعتقاد اندر کا دل کی گہرائی سے کسی بات کا یقین رکھنا یہ ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ اسکے بغیر تم اللہ کی نصرت اور اللہ کی مدد کبھی نہیں پا سکتے ہو۔

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

اسرائیل نے حملہ کیا تو سخت جواب دیا جائے گا، ایران

ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی لبنانی حکام سے ملاقاتوں کے لیے بیروت پہنچے ہیں، ان کا یہ دورہ ایران کی جانب سے اسرائیل پر کم از کم 180 میزائل داغے جانے کے تین روز بعد ہوا ہے، ایرانی حملے سے اسرائیل حماس اور اسرائیل حزب اللہ جنگ کا دائرہ مزید پھیلنے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے، عراقچی نے لبنان کی پارلیمنٹ کے اسپیکر نبیہ بیری سے ملاقات کے بعد کہا کہ اگر اسرائیل ایران کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا ہے، تو ایرانی جوابی کارروائی پہلے کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوگی، لبنانی دارالحکومت بیروت کے دورے کے موقع پر عراقچی نے کہا، "ہم جنگ بندی کی کوششوں کی حمایت کرتے ہیں، بشرطیکہ سب سے پہلے، لبنانی عوام کے حقوق کا احترام کیا جائے، (حزب اللہ) اسے تسلیم کرے، اور دوسرا یہ کہ یہ غزہ میں جنگ بندی کے ساتھ ہو۔'' (ڈی ڈبلیو)

کم جونگ اُن نے جنوبی کوریا کو ایٹمی ہتھیاروں کی دھمکی دے دی

شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ ان نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر ان کے ملک کی خودمختاری کو خطرہ لاحق ہوا تو وہ جنوبی کوریا کے خلاف جوہری ہتھیار استعمال کریں گے، اسپیشل فورسز کے تربیتی اڈے کے دورے کے دوران کم نے کہا کہ جنوبی کوریا کی جانب سے شمالی کوریا کی خودمختاری پر تجاوز کرنے کی کوئی بھی کوشش "بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ان تمام جارحانہ طاقتوں، بشمول جوہری ہتھیار کو سامنے لائے گی جو اس کے پاس ہیں، کم نے جنوبی کوریا کا سرکاری نام استعمال کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایسی صورت حال آتی ہے تو سیئول اور جمہوریہ کوریا کا مستقل وجود ناممکن ہو جائے گا (ڈی ڈبلیو)

خطے میں جو ہو رہا ہے وہ 'اجتماعی نسل کشی' ہے، امیرِ قطر

قطر کے امیر شیخ تمیم بن حمد الثانی نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں بحران 'اجتماعی نسل کشی' ہے اور ان کا ملک ہمیشہ اسرائیل کو حاصل 'استثنیٰ' کے خلاف خبردار کرتا آیا ہے، خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق شیخ تمیم بن حمد الثانی نے دوحہ میں ایشیا تعاون ڈائیلاگ کے سربراہی اجلاس سے خطاب میں کہا کہ 'یہ واضح ہوگیا ہے کہ جو بھی ہو رہا ہے وہ نسل کشی ہے، اس کے علاوہ غزہ کی پٹی کو ایسے علاقے میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو انسانوں کے رہنے کے لیے موزوں نہیں رہا۔ قطر کے امیر نے 'بھائی ملک لبنان' کے خلاف اسرائیلی فضائی حملوں اور ملٹری آپریشن کی بھی مذمت کی، اسرائیل نے غزہ میں نسل کشی کے الزامات کی ہمیشہ تردید کی ہے، 7 اکتوبر کو حماس کے اسرائیل پر حملے کے بعد سے غزہ میں 41 ہزار 500 افراد ہلاک ہو چکے ہیں، رواں ہفتے اسرائیل نے لبنان میں ایرانی حمایت یافتہ حزب اللہ کے خلاف زمینی کارروائی کا آغاز کیا ہے، غزہ میں جنگ شروع ہونے کے بعد سے حزب اللہ فلسطینیوں کی حمایت میں اسرائیل پر میزائل حملے کرتا آیا ہے (الجزیرہ)

اویغور مسلمانوں سے 'جبری مشقت'، امریکہ کی مزید دو چینی کمپنیوں پر پابندی

امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ چینی سٹیل اور مصنوعی مٹھاس بنانے والی چینی کمپنیوں سے سامان کی درآمد پر پابندی عائد کرے گا؛ کیونکہ یہ کمپنیاں سنکیانگ میں 'جبری مشقت کرانے میں ملوث ہیں'، خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق اس اقدام سے اُن امریکی کوششوں کا دائرہ وسیع ہو جائے گا جو ایسی مصنوعات کو ملک میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے کی جا رہی ہیں جن کے بارے میں حکومت کا کہنا ہے کہ یہ 'انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث' ہیں، امریکہ کی ہوم لینڈ سکیورٹی کے عہدیدار رابرٹ سلورز کا کہنا ہے کہ 'آج کے اقدامات امریکی سپلائی چینز سے جبری مشقت کے خاتمے اور سب کے لیے انسانی حقوق کی ہماری اقدار کو برقرار رکھنے کے لیے ہمارے عزم کی توثیق کرتے ہیں، بیان میں کہا گیا ہے کہ 'کوئی بھی شعبہ محدود نہیں ہے۔ ہم تمام صنعتوں میں اداروں کی نشاندہی کرتے رہیں گے اور ان افراد کو جوابدہ رکھیں گے جو استحصال اور ناروا سلوک سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، وفاقی قانون جس پر صدر جو بائیڈن نے 2021 کے آخر میں دستخط کیے تھے (الجزیرہ)

حرمین میں نئے ائمہ کی تقرری کی شاہی منظوری

سبق ویب سائٹ کے مطابق حرمین شریفین انتظامیہ کے تحت دینی شعبے کے سربراہ اور مسجد الحرام کے امام و خطیب شیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس نے نئے اماموں کی تقرری پر شاہی منظوری کی اطلاع دی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ 'مسجد الحرام میں دو امام شیخ بدر الترکی اور شیخ ڈاکٹر الولید الشمسان کی تقرری ہوئی ہے؛' جبکہ مسجد نبوی میں بھی دو امام شیخ ڈاکٹر محمد برہجی اور شیخ ڈاکٹر عبداللہ القرافی کی تقرری کی منظوری دی گئی ہے' (الجزیرہ)

رضاعی ماؤں سے ملاقات کے دوران سماجی یکجہتی کی اہمیت پر زور

متحدہ عرب امارات کے صدر عزت مآب شیخ محمد بن زاید النہیان نے بچوں کی رضاعی ماؤں کے ایک گروپ کا استقبال کیا، ابوظہبی میں قصر البحر میں ملاقات کے دوران عزت مآب نے ماؤں کو خوش آمدید کہا اور ان بچوں کی پرورش، انہیں معاشرے میں ضم کرنے اور ان کی جذباتی اور سماجی فلاح و بہبود کے لئے پرورش کرنے والا خاندانی ماحول فراہم کرنے میں ان کی ہمدردانہ کوششوں پر شکریہ ادا کیا جس سے بچوں اور وسیع تر کمیونٹی دونوں کو فائدہ پہنچے گا، عزت مآب نے اس بات پر زور دیا کہ ان بچوں کی پرورش سماجی ذمہ داری کے مضبوط احساس کو ظاہر کرتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان ماؤں نے سخاوت، ہمدردی اور سماجی یکجہتی کی اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کی ہے جو اماراتی معاشرے کی وضاحت کرتی ہیں۔ (وام)

تعلیم و روزگار

بجلی کمپنی میں 4016 عہدوں کیلئے فارم یکم سے 16 اکتوبر تک

ریاست کی بجلی کمپنیوں میں اب 2600 کی جگہ 4016 عہدوں پر مستقل بحالی ہوگی، خواہش مند امیدوار اس کے لئے 15 اکتوبر تک آن لائن درخواست فارم بھر سکیں گے، درخواست فارم بھرنے کے لئے بہار اسٹیٹ پاور ہولڈنگ کمپنی کی ویب سائٹ www.bsphcl.co.in پر لنک موجود ہے، میٹرک و مساوی درجہ (فوقانیہ) پاس ان عہدوں پر بحالی کے مجاز ہیں، امتحان سی بی ٹی (کمپیوٹر بیسڈ ٹسٹ) کی بنیاد پر ہوگا۔

کانسٹیبل سمیت 39481 اسامیوں کے لیے درخواست دیں

: اسٹاف سلیکشن کمیشن (SSC) نے کانسٹیبل/رائفل مین (جی ڈی) کے عہدوں سمیت 39481 اسامیوں پر بحالی کے لئے درخواست طلب کی ہے، اہل امیدوار اس کے لئے 14 اکتوبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس 100/ روپے ہے، ST / SC زمرہ کے امیدوار اور خواتین نیز سابق فوجیوں کے لیے مفت ہے، فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی، اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ پر جائیں: ssc.gov.in۔

انڈر گریجویٹ لیول کے عہدوں کیلئے درخواست 20 اکتوبر تک

آر آر بی، این ٹی پی سی میں کل 11558 عہدوں پر بحالی ہوگی، انڈر گریجویٹ عہدہ کے تحت کل 3445 اور گریجویٹ کے لئے 8113 عہدے ہیں، انڈر گریجویٹ لیول کیلئے درخواست فارم بھرنے کی کارروائی 21/ستمبر سے 20/ اکتوبر تک چلے گی، اس میں جو جونیئر کلرک کم ٹائپسٹ کے 990 عہدے، اکاؤنٹس کلرک (کم ٹائپسٹ) کے 631 عہدے، ٹرین کلرک کے 72 عہدے اور کمرشیل کم ٹکٹ کلرک کے 2022 عہدوں کے لئے امتحان ہوگا، دونوں کے لئے الگ الگ درخواست طلب کئے گئے ہیں، امیدوار آر آر بی کی ویب سائٹ indianrailways.gov.in پر جاکر درخواست بھر سکتے ہیں، اسی طرح ریلوے بھرتی بورڈ (آر آر بی) کے گریجویشن لیول این ٹی پی سی میں خالی عہدوں کے لئے 14/ستمبر سے درخواست فارم بھرنے کا عمل جاری ہے، فارم بھرنے کی آخری تاریخ 13/ اکتوبر ہے، امیدواروں کے پاس کسی بھی منظور شدہ یونیورسٹی/ ادارہ سے گریجویشن کی ڈگری حاصل ہونی چاہئے، کچھ عہدوں کے لئے گریجویشن ڈگری ہونے کے ساتھ ہی کمپیوٹر کی معلومات لازمی ہے، گریجویشن لیول کے امیدوار کے لئے پانچ الگ الگ عہدوں کے لئے درخواست فارم بھرنا ہوگا، اس میں گڈس ٹرین منیجر - 3144 عہدے، چیف کامرس کم ٹکٹ سپروائزر - 1736 عہدے، سنیئر کلرک کم ٹائپسٹ 732 عہدے، جونیئر اکاؤنٹنٹ اسسٹنٹ کم ٹائپسٹ 1507 عہدے اور اسٹیشن ماسٹر - 994 عہدوں کے لئے امتحان ہوگا۔

ریلوے بھرتی بورڈ کے تحت 8113 عہدوں کیلئے فارم 13 اکتوبر تک

ریلوے بھرتی بورڈ اشتہار نمبر 05 / 20024 کی جانب سے چیف کمرشیل کم ٹکٹ سپروائزر، اسٹیشن ماسٹر، گڈس ٹرین مینیجر، جونیئر اکاؤنٹنٹ، اسسٹنٹ کم ٹائپسٹ اور سینئر کلرک کم ٹائپسٹ کے 8113 عہدوں کے لیے درخواست طلب کی گئی ہے، تعلیمی لیاقت کسی تسلیم شدہ یونیورسٹی/ بورڈ گریجویٹ پاس امیدوار درخواست فارم بھرنے کے اہل ہیں، درخواست فارم بھرنے کے لئے آر آر بی کی ویب سائٹ www.indianrailways.gov.in سے تفصیلی معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور آن لائن فارم بھر سکتے ہیں، فارم بھرنے کا عمل 14/ستمبر 2024 سے جاری ہے اور 13 اکتوبر 2024 آخری تاریخ ہوگی۔

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ کی جانب سے ہیلتھ کیمپ

سیمانچل اور متھلانچل کے علاقوں میں آئے زبردست سیلاب کی وجہ سے اس وقت ان علاقوں کے باشندوں پر قیامت صغریٰ کا عالم ہے، جہاں اس وقت رہنے، کھانے، پینے جیسی چیزوں کی قلت کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں بیماریوں کے پھیلنے کا بھی شدید خطرہ لاحق ہے، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کی جانب سے ایسے موقع پر جہاں راحت رسانی کے دیگر کاموں کو انجام دیا جا رہا ہے وہیں ان کی طبی امداد کے لئے بھی امارت شرعیہ کوشاں ہے اور ان مظلوم لوگوں کے مفت علاج و معالجہ کے لئے مولانا سجاد میموریل ہسپتال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی جانب سے ہیلتھ کیمپ لگا کر اس کام کو انجام دیا جا رہا ہے، اس سلسلہ میں ۴/ اکتوبر کو بھبھول اور جمالپور دربھنگہ کے باندھ پر ہیلتھ کیمپ لگایا گیا جس میں سیلاب زدگان کے درمیان چیک اپ کے بعد مریضوں کو دوائیاں دی گئیں۔

مفت ہیلتھ کیمپ سے سیکڑوں لوگوں نے فائدہ اٹھایا

پلانٹ سائٹ اولڈ پوسٹ آفس لائن پر واقع امارت ہیلتھ کیئر سینٹر میں اپولو کے ذریعہ مفت ہیلتھ کیمپ کا انعقاد کیا گیا، سٹی ایم ایل اے شاردا نائک نے کیمپ کا افتتاح کیا، کیمپ میں ہڈی، دل، اور نیورولوجی کے ماہرین نے لوگوں کا طبی معائنہ کیا اور انہیں مفید مشورہ دیا، ایم ایل اے نائک نے کہا کہ امارت شرعیہ ایک ایسا ادارہ ہے جو عرصہ دراز سے عوام اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہا ہے، امارت شرعیہ کی جانب سے لگائے گئے ہیلتھ کیمپ سے علاقے کے سینکڑوں افراد نے استفادہ کیا، یہ صرف ہیلتھ کیمپ نہیں ہے؛ بلکہ ایک سپر اسپیشلٹی ہیلتھ کیمپ ہے، اس ہیلتھ کیمپ میں شہر کے مشہور ڈاکٹروں نے اپنا وقت دیا، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اس موقع پر بی جے ڈی لیڈر نسیم اختر، شمشیر علی، شمیم اختر، حاجی نسیم خان، عرفان الحق، کرامت حسین، مفتی عبدالودود، عتیق الرحمٰن، محمد میور، مفتی ظفر قاسمی، محفوظ عالم اور دیگر موجود تھے۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

وقف امینڈمینٹ بل مسلمانوں کوان کی جائیدادوں سے محروم کرنے ،وقف کرنے کے حق کومحدود کرنے اورمرکزی حکومت کوتمام کنٹرول دینے کے لیے لایا جارہا ہے: حضرت امیر شریعت

اربا، رانچی میں عظیم الشان تحفظ اوقاف کانفرنس، متعدد سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان کی شرکت

۳۰/اکتوبر۲۰۲۴ء کوعبدالرزاق انصاری ہینڈلوم کمپلیکس، اربا میں عبدالرزاق انصاری ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سینٹر کے زیر اہتمام عظیم الشان تحفظ اوقاف کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، اس اجلاس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کے علاوہ جے۔پی۔سی۔کے ممبران میں ایم پی ڈاکٹر سید ناصر حسین، ایم پی عمران مسعود، ایم پی جناب مولانا محبّ اللہ ندوی کے علاوہ منت رحمانی شامل تھے۔انوار احمد انصاری، قاضی محمد انظار عالم قاسمی، مولانا مفتی انور قاسمی، مولانا تہذیب الحسن رضوی، جناب فہد رحمانی نے شرکت کی۔اس موقعہ پر حضرت امیر شریعت نے اپنے تفصیلی خطاب میں پرزینٹیشن کے ذریعہ بہت ہی واضح انداز میں وقف، وقف کی شرعی حیثیت، واقف کے منشاء پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ ہم مسلمانوں سے ہماری مساجد، قبرستانیں، اور ہماری دیگر عبادت گاہوں یا مدارس وخانقاہوں کواس بل کے ذریعہ سینٹرل گورنمنٹ کودیدیا جائے، انھوں نے کہااس بل کے مضمرات کے تفصیلی نقصانات کوسمجھنے کے لیےکم ازکم 5 سے 6 گھنٹے کی ضرورت ہے؛لیکن مختصر وقت میں اتنا سمجھ لیجیے کہ یہ بل وقف کوختم کرنے کے کام کرے گا،اس بل کے ذریعہ حکومت اپنی ناپاک عزائم کوہم پر تھوپنا چاہتی ہے، انھوں نے کہا کہ آج کل یہ بھرم پھیلایا جارہا ہے کہ 1947 میں جومسلمان پاکستان چلے گئے تھے، حکومت نے ان کی زمینوں کووقف میں دیدیا گیا جوکہ سراسر جھوٹ ہے، پاکستان جانے والے مسلمانوں کی زمینیں تین طرح کی تھیں، ایک وہ جوانھوں نے بیچ دی،حکومت نے اس بیچنے کوتسلیم کیا، دوسری وہ زمینیں جواُن کے باپ دادنے وقف کی تھی اوروہ لوگ اس کے متولی تھے، تیسری وہ زمینیں جوانھوں نے نارجسٹری کی تھی نا اُن کے باپ دادانے وقف کیا تھا؛ بلکہ یوں ہی چھوڑ دیا، اس زمین کوحکومت نے اپنی تحویل میں لےلیا، دوسری قسم کی زمینیوں کے چوں کہ وہ مالک نہیں تھے اور 1947 سے قبل ہی وقف کردہ زمینیں تھیں، اس لیے اس پر مسلمانوں نے حکومت کے سامنے احتجاج کیااور حکومت نے کم وبیش 5 سے 6 سال کے بعد جن کی تحقیق ہوسکی بس اُنھیں زمینوں کوواپس کیا،تو یہ کہنا کہ پاکستان جانے والے مسلمانوں کی ساری زمینیں وقف بورڈ کودے دیدی گئیں بالکل ہی غلط ہے، اسی طرح یہ بھرم بھی پھیلانا کہ مسلمان جس زمین پر ہاتھ رکھ دے وہ وقف ہو جاتی ہے یہ بالکل حقیقت کے کے خلاف بات ہےاور شریعت بھی اس کی اجازت نہیں دیتی ہے۔حضرت امیر شریعت نے اپنے تفصیلی خطاب میں بتایا کہ یہ بل آرٹیکل 25 میں دیے گیے مذہبی آزادی، آرٹیکل 26 میں دیے گئے مذہبی امور کے انتظام کرنے کی آزادی، آرٹیکل 300اے۔میں دیے گئے مال وجائیداد کے حق کی خلاف ورزی کرتا ہے، یہ بل سپریم کورٹ کے دیے گئے فیصلے کے خلاف، روایات کے خلاف، وقف سے متعلق اسلامی مزاج کے خلاف ہے،حضرت امیر شریعت کے علاوہ ممبر پارلیمنٹ عمران مسعود نے کہا کہ یہ بل مسلمانوں کے علاوہ دیگر طبقات کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔آج وقف بل کے ذریعہ مسلمانوں کونشانا بنایا جارہا ہے، کل یہ آگ آپ کے گھروں تک بھی پہنچے گی۔حکومت جھارکھنڈ کے کابینی وزیر ڈاکٹر رامیشور اُراؤں نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت امیر شریعت کے بیان سے مجھے آج وقف کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوا، آج کے کانفرنس میں نا آنے سے میں وقف سے متعلق اتنی اہمی تفصیلی معلومات سے میں محروم رہ جاتا۔انھوں نے حضرت امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ سے اپنے رشتوں کا ذکر کیا۔انھوں نے کہا کہ بھاجپا 400 سیٹیں اسی لیے چاہ رہی تھیں کہ وہ سنودھان بدل دے۔لوگوں نے بھاجپا کوقانون کی بڑائی دکھاتے ہوئے بھاجپا کوچھوٹا کردیا ہے؛ چوں کہ بھاجپا سازش ہی کرتی رہتی ہے، اس لیے اگر چہ اس کو 400 سیٹیں نہیں ملی ہیں؛لیکن پھر بھی اس نے چھوٹی سازش کرنا نہیں چھوڑا۔وقف ایکٹ میں ترمیم بھی اس کی انھیں چھوٹی سازشوں میں سے ایک ہے۔کانگریس کے قومی صدر جناب ملکا ارجن کھڑگے کے صلاح کار اور جی پی سی کے ممبر وراجیہ سبھا ممبر جناب سید ناصر حسین صاحب نے کہا کہ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے بہت تفصیل سے آپ کوسمجھایا، یہ صحیح ہے کہ ہماری عبادت گاہوں اور عبادت سے جُوی ساری چیزیں ختم ہوجائیں گی، انھوں نے کیشومہتو کملیش صاحب کوخصوصی توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ حج کمیٹی کی تشکیل اوراس سے متعلق دستور سازی کی جائے اوراس کومنظور کرایا جائے، جن لوگوں کی موب لنچنگ ہوئی ہے انھیں دس دنوں کے اندر معاوضہ دینے کا بھی انتظام کیا جائے، اس کے علاوہ منظور احمد انصاری صاحب نے اپنے خطاب میں کانگریس کو اس بات پر متوجہ کرایا کہ ہمارے معاملات پر ریاستی حکومت بالخصوص کانگریس پارٹی توجہ دے، ہم جب اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو لوگ ہم سے کاموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، ایسا نا ہو کہ ہمارے نوجوان بھٹک جائیں اور ادھر اُدھر منتشر ہوجائیں، انھوں نے حضرت امیر شریعت سے رانچی میں بھی رحمانی 30 کوکھولنے کا مطالبہ کیا؛ تاکہ جھارکھنڈ کے زیادہ سے زیادہ بچے اس سے فائدہ اٹھاسکیں، رام پور یوپی سے ممبر پارلیمنٹ اور جے پی سی کے ممبر جناب مولانا محبّ اللہ ندوی کہا کہ مسلمانوں کووقف بل کے خلاف مجتمع رہنے کی ضرورت ہے اور کسی بھی بہکاوے سے خود کو بچانے کی ضرورت ہے۔ان کے علاوہ مقررین میں جھارکھنڈ حکومت کے وزیر جناب ڈاکٹر عرفان انصاری صاحب، سابق ایم پی وسابق مرکزی وزیر جناب سبودھ کانت سہائے، سابق وزیر تعلیم حکومت جھارکھنڈ جناب بندھوتر کی ودیگر بھی شریک رہے، اجلاس میں درج ذیل تجاویز پاس ہوئیں اور سب لوگوں نے ہاتھوں کواٹھا کران تجاویز کی تائید کی۔

1: ہم NDA الائنس میں سیکولر پارٹیز خاص طور پر JDU اور TDP سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس بل کوعوامی طور پر مسترد کریں اور پارلیمنٹ میں اس کی پروسیڈنگ رکوادیں۔

2: ہم معزز چیف منسٹر جھارکھنڈ جناب ہیمنت سورین صاحب اور جھارکھنڈ وقف بورڈ کے چیئرمین جناب سرفراز صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ تلنگانہ حکومت کی طرح اس بل کومکمل طور پر مسترد کرنے کے لئے ایک ریزولیوشن پاس کریں اور مرکزی حکومت کوبھیجیں۔

3: ہم مشترکہ پارلیمانی کمیٹی (JPC) سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے قومی فرائض کویادرکھیں اورانصاف، برابری، اور بھائی چارے کے مفاد میں اس بل کومکمل طور پر مسترد کردیں۔

4: ہم عزم کرتے ہیں کہ ہم اپنے خاندانوں اورقوم میں وقف اور آئینی حقوق کی بیداری کی مہم چلاتے رہیں گے۔

مذکورہ بالاتجاویزاور وقف ترمیمی بل کے خلاف تفصیلی میمورنڈم حضرت امیر شریعت کی قیادت میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے وزیراعلیٰ جھارکھنڈ جناب ہیمنت سورین صاحب سے ملاقات کرکے ان کے سپرد کیا اوراُن سے تلنگانہ اور کرناٹک کے طرز پر جھارکھنڈ اسمبلی میں بھی وقف ترمیمی بل کومسترد کرنے کی گذارش کی، جناب انوار احمد انصاری اوران کے رفقاء کی قیادت میں اس کامیاب تحفظ اوقاف کانفرنس کا اختتام حضرت امیر شریعت کی دعاؤں پر ہوا۔

بہار حکومت متاثرین کی دیکھ بھال اوران کی امداد میں چوکسی برتے، لوگوں کی مدد کے لئے مقامی تنظیمیں اوراہل خیر حضرات آگے آئیں: امارت شرعیہ

مرکزی دفتر امارت شرعیہ کو جب سے یہ اطلاع ملی ہے کہ زیادہ بارش ہونے کے سبب نیپال سے کوسی کے 56 پھاٹک گذشتہ دن کھول دیئے ہیں، اوراس سے پانچ لاکھ انسٹھ ہزار کیوسک لیٹر پانی ڈسچارج ہوا ہے، جس سے شمالی بہار کے کئی اضلاع میں بھیانک سیلاب کی شکل پیدا ہوگئی ہے، ارریہ، سوپول، سہرسہ سمیت متصلانچل اور سیمانچل کے کئی خطے بری طرح اس تباہ کن سیلاب کی زد میں ہیں، ذرائع کے مطابق گذشتہ کئی سالوں کے مقابلے پانی کی یہ مقدار بہت زیادہ ہے، جس سے نقصانات کے اندیشے کئی گنا بڑھ گئے ہیں، کئی باندھ جل تھل ہیں، جہاں جہاں پانی پہونچ رہا ہے، لوگ اپنی جان بچا کر محفوظ مقامات پر منتقل ہورہے ہیں، رکشہ، ٹھیلا گاڑیوں کے ذریعہ نقل مکانی کا سلسلہ جاری ہے اورگردن برابر پانی میں چل کر لوگ کسی طرح اپنی اوراپنے معصوم بچوں کی جان بچانے کے لئے اونچے مقامات کا سہارا لے رہے ہیں، اس علاقہ میں غربت کی وجہ سے زیادہ تر کچے مکانات ہیں جو پوری طرح سیلاب سے متاثر ہورہے ہیں، گاؤں کے راستے پانی کی وجہ سے بند ہیں، جن سے آبادیوں میں آمد ورفت کا سلسلہ ختم ہورہا ہے، نقل مکانی کے لئے سرکار کی طرف سے کشتی وغیرہ کی سہولت کی کمی محسوس کی جارہی ہے، لوگوں کے اناج اور کھانے پینے کے سامان تیز رفتار پانی کی وجہ سے مکمل طور پر ضائع ہوچکے ہیں، ان کے کھانے کا بند وبست سرکار کی طرف سے نہیں ہوسکا ہے، لوگ کھلے آسمان کے نیچے نہایت کسمپرسی کے عالم میں ہیں، جن کو زندگی بچانے کے لئے اشیائے خوردنی اور سر پر سایہ کرنے کے لئے پلاسٹک کی شدید ضرورت ہے، سرکار اپنے عملہ کے ذریعہ اس جانب فوری توجہ دے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے پریس بیانیہ میں کیا، انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ لگاتار رابطے میں اور لوگوں کے احوال کی جانکاری لے رہے ہیں اورحسب حال مشورہ دے رہے ہیں، اس موقع پر آپ نے کہا کہ محکمہ آفات کے لوگوں کو بڑھ چڑھ کر متاثرین کی پریشانیوں کو دور کرنا چاہئے، دوسری جانب ان علاقے کے تمام مقامی تنظیم اور سماجی کارکنان سے امارت شرعیہ کی اپیل ہے کہ سیلاب کی اس ہنگامی صورتحال میں متاثرین کی امداد اور راحت رسانی کے کاموں کے لئے لوگ آگے آئیں، یہ موقع غم بانٹنے، مدد کا ہاتھ بڑھانے اورلوگوں کی جان بچانے کا ہوتا ہے جو اسلام میں مقبول عبادت ہے، امارت شرعیہ کے حضرات قضاۃ، نقباء ونائبین نقباء اور تنظیم امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران وارکان سمیت جملہ اہل خیر حضرات سے خصوصی گذارش ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں ان متاثرین کی امداد کے لئے آگے آئیں اور مقامی صورتحال سے اپنے بلاک کے ایس ڈی او اور دیگر سرکاری ذمہ داران سے باخبر کرنے کے ساتھ سرکاری امداد کے لئے بھی کوشش کریں۔اس ساتھ تمام لوگ اللہ تعالی سے اس مصیبت سے جلد نجات پانے کی دعا کریں۔

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار

IMARAT SHARIAH, BIHAR ODISHA & JHARKHAND

Reg. No. 763/19

Phulwari Sharif, Patna 801505, BIHAR (INDIA)

Website : www.imaratshariah.com

حوالہ 282/24

مورخہ ۲۷/۳/۱۴۴۶ھ بکم اکتوبر ۲۰۲۴ء

اپیل

بہار کے مختلف علاقوں میں سیلاب نے بڑی تباہی مچا رکھی ہے، لوگ سخت پریشانی کے عالم میں کھلے آسمان کے نیچے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں کھانے پینے کے لئے ترس رہے ہیں، مصیبت کی اس گھڑی میں جو لوگ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے ذریعہ ان سیلاب متاثرین کی مدد کرنا چاہتے ہیں وہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے اس کیوآر کوڈ (QR CODE) اور اکاؤنٹ نمبر کے ذریعہ اپنی رقم بھیج کر کار خیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔

बिहार के विभिन्न इलाकों में बाढ़ ने भारी तबाही मचाई है, बाढ़ की मार झेल रहे लोग खुले आसमान के नीचे रहने को मजबूर हैं और खाने-पीने को तरस रहे हैं। आपदा की इस घड़ी में जो लोग इमारत शरिया फुलवारी शरीफ पटना के माध्यम से बाढ़ से पीड़ित लोगों की मदद करना चाहते हैं वे इस क्यू आर कोड या बैंक अकाउंट के माध्यम से अपनी इमदाद राशि भेजकर इस पुण्य कार्य में भाग ले सकते हैं।

Floods have caused massive devastation in various areas of Bihar, leaving the affected people forced to live under the open sky by the roadsides, struggling for food and other basic necessities. In this time of disaster, those who wish to help the flood-affected people through Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna, can contribute to this noble cause by sending their donations via the provided QR code or bank account.

RELIEF FUND IMARAT SHARIA

Name:Relief Fund Imarat Shariah

Account:918020100932926

Ifsc Code:UTIB0001664

Branch :Anisabad Patna

Bank:Axis Bank

محمد شبلی القاسمی

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

IMARAT SHARIAH Phulwari Sharif Patna (INDIA) Estd. 1921 Bihar, Odisha & Jharkhand

Scanned with CamScanner

وقف ترمیمی بل کے ذریعہ اوقاف کی جائیدادوں کو ختم کرنے کی سازش

محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے زیر اہتمام منعقد تحفظ اوقاف کانفرنس میں پڑھا گیا خطبۂ استقبالیہ

الحمدلولیه و الصلوة و السلام علی نبیه محمد صلی الله علیه وسلم اما بعد!

آج کے اس تاریخی عظیم الشان ”تحفظ اوقاف کانفرنس“ میں ملک کی مختلف ریاستوں سے جوق درجوق آئے ہوئے ملت اسلامیہ کے فکرمند اور منتخب افراد کا امارت شرعیہ کی جانب سے دل کی گہرائیوں سے استقبال کرتا ہوں، آپ کی اس بے پناہ حمیت اسلامی اور جذبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج کی یہ تاریخ ساز کانفرنس مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی صدارت میں منعقد کی گئی ہے۔

حضرات! یہ زمین اللہ کی ہے، آسمان اللہ کا ہے، ساری کائنات کا وہ تنہا مالک ہے اس نے دنیا میں ظاہری اور عارضی طور پر ہمیں چیزوں کا مالک بنایا ہے جس کے ذریعہ ہماری ضروریات کی تکمیل بھی ہوتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ ہمارا امتحان بھی لیتا ہے کہ ہم خدائے پاک کی طرف سے دی گئی عارضی زندگی، صحت وتندرستی، تخت وسلطنت، عہدہ وجاہ، املاک و جائیداد کے ملنے پر حق وانصاف، سچائی، اعتدال اور مساوات کی راہوں کو اپناتے ہیں، اپنی منصبی اور حکومتی ذمہ داریوں اور اقتدار کی مریادؤں کا خیال رکھتے ہیں یا نہیں؟ قدرت کا نظام یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے اور ان نعمتوں کو پاکر کبر وغرور، ظلم وناانصافی کی ڈگر پر چلنے والا اسی دنیا میں ناکام ہوجاتا ہے۔

عدل وانصاف فقط حشر پر نہیں موقوف
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

مذہب اسلام انسانوں کو ہر حال میں اعتدال، میانہ روی اور عدل وانصاف کا سبق دیتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ، واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون“ ’اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس پر نا اکسائے کہ تم ان کے ساتھ ناانصافی کرنے لگو، تم ان کے ساتھ انصاف کرو یہی پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو اللہ کو تمہارے ہر عمل کا علم اور ہر چیز کی خبر ہے۔

حضرات! آج کی یہ کانفرنس حکمران وقت کے ظلم، عصبیت اور ناانصافی پر مبنی وقف ترمیمی بل ۲۰۲۴ء کے مشکل حالات میں منعقد ہورہی ہے، پورے ملک میں افراتفری کا ماحول ہے، ملک کا دستوری ڈھانچہ اور اس کی قدیم ثقافت، روایت وسنسکرتی دم توڑ رہی ہے، بڑی محنت سے حکمران وقت کے ہاتھوں نفرت کی کھیتی ملک میں بوئی جارہی ہے اور افسوس کہ کچھ سادہ لوح لوگ ان کے نفرتی جال میں پھنس کر ان کی نفرت کی کھیتیوں کو لہلہانے، اگانے، بڑھانے اور پھیلنے کا موقع دے رہے ہیں، خطرناک عزائم اور بدترین منصوبوں کے ساتھ ملک کی اقلیتوں، کمزور آبادیوں، دلتوں بالخصوص مسلمانوں کو پریشان کیا جارہا ہے، اس بل کے ذریعہ ملک کی ہر چھوٹی بڑی آبادی میں تباہی کے بلڈوزر بھیجنے کی تیاری ہے، یہ بل ۸/اگست ۲۰۲۴ء کو اسٹیک ہولڈرس، مسلم قائدین، اداروں اور اوقاف سے منسلک افراد سے رائے لیے بغیر پارلیامنٹ میں پیش کردیا گیا اپوزیشن پارٹیوں کے سخت احتجاج اور حکمراں جماعت کی بعض اتحادی پارٹی کے اختلاف کے نتیجہ میں اس وقت حکومت کو کامیابی نہیں ملی اور بل کو غور وخوض اور مشورہ کے لیے مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کو یہ بھیج دیا گیا حکومت اس بل کو ایکٹ میں تبدیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہے، جسے کسی صورت میں قبول نہیں کیا جاسکتا، انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اوقاف شعائر اسلام میں ہیں اور یہ وہ مقدس جائیدادیں ہیں جسے صاحب جائیداد نے رب کی رضا اور انسانیت کی بے پناہ محبت وخیر خواہی کے جذبہ سے اپنی ملکیت سے نکال کر ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں اس طرح دے دیا کہ اصل شئ باقی رہے اور اس کا نفع ضرورت مندوں کو (جس کی نیت واقف کی ہے) انہیں ملتا رہے۔ اسلام کے اس خوبصورت اور پرکشش نظام کی پوری دنیا میں مقبولیت ہوئی۔ ہر دور میں اسے احترام کی نظروں سے دیکھا گیا، ملک کی آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد اس کی حفاظت کے لیے قوانین بنائے گئے، ضرورت اس بات کی تھی کہ قوانین مزید سخت کیے جاتے اور اوقاف کے تحفظ اور اس اہم اور ضروری نظام کو فروغ دینے کی ایماندارانہ کوششیں کی جاتیں؛ لیکن اس کے برخلاف یہ بل اوقاف کو قبضہ کرنے، ختم کرنے کے لب ولہجے، الفاظ، ترمیمات اور شقوں پر مبنی ہیں، جو مسلمانوں کو سیاسی، سماجی، تعلیمی، معاشی اور فکری اعتبار سے مفلوج بنادینے کی کوشش ہے۔

مگر ہم مایوس نہیں ہیں اور نہ ہمارے قدم لڑکھڑائے ہیں، ہم تو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی غیبی طاقت پر یقین اور ایمان رکھنے والی قوم ہیں، ہم تو اس قوم کے فرد ہیں جس نے کشتیوں کو جلاکر دریاؤں میں گھوڑے دوڑائے ہیں اور بحر ظلمات میں بھی راستے بنائے ہیں، ہم بھوکے رہ کر، پھٹے پرانے پہن کر بھی سکون اور اطمینان کی سانس لینے والے لوگ ہیں، حکومت ہمارے صبر کا کتنا امتحان لے گی اور ہمیں ہمارے بنیادی حقوق سے کتنا اور کب تک محروم رکھے گی؟

ہم خون کی قسطیں تو کئی بار دے چکے لیکن
اے خاک وطن قرض ادا کیوں نہیں ہوتا

یاد رکھنا چاہیے کہ ان حرکتوں سے ہم پریشان تو ہوسکتے ہیں جس پر سطحی سوچ کے لوگوں کو مزہ آسکتا ہے؛ لیکن نہ ہمارا پریشان ہونا ہمیشہ رہے گا اور نہ ظلم اور ظالم ہمیشہ رہیں گے، اس وقف ترمیمی بل کے آنے کے بعد الحمدللہ مسلمانوں نے حوصلہ نہیں ہارا بلکہ ان کے دین وایمان پر مر مٹنے کا جذبہ پھر دکھنے کو ملا، پورے ملک میں اوقاف کے تحفظ کے لیے بیداری آئی اور اس بل کی مخالفت کی صدائیں شہروں سے لیکر محلے ٹولے تک اٹھنے لگیں، اگر بل واپس نہ لیا گیا تو یہ احتجاج قانونی دائرہ میں رہ کر ملک گیر ہوگا، آپ حضرات اس کے لیے تیار رہیں، ہم نہ اس ملک کو ضائع ہونے دیں گے اور نہ دستور کی دھجیاں اڑنے دیں گے اور نہ تھک ہار کے بیٹھیں گے۔

حضرات! امارت شرعیہ کی خدمات سو سالوں پر محیط ہے، اس لمبے عرصہ میں امارت شرعیہ نے قوم وملت کی غیر معمولی مخلصانہ قیادت کی ہے اور مشکل حالات میں مسلمانوں کو حوصلہ دیا ہے، ابھی چند برس پہلے مرکزی حکومت کے ذریعہ شرعی نقطہ نظر سے ہٹ کر طلاق کا قانون بنایا گیا امارت شرعیہ نے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نور اللہ مرقدہ کی مضبوط قیادت میں اس قانون کی مخالفت میں احتجاج کے ہر دستوری طریقے کو اپنایا، چنانچہ اس کے خلاف پورے ملک میں خواتین اسلام کے ذریعہ احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ جیسے اہم اداروں کی نگرانی میں ہوا، جو دنیا کی تاریخ کا تسلسل کے ساتھ ہونے والا پہلا سب سے بڑا اور کامیاب وپرسکون احتجاج ثابت ہوا، پھر جب مسلمانوں کو سی اے اے کا قانون لاکر پریشان کرنے کی کوشش کی گئی تو پورے ملک میں اس قانون کے خلاف احتجاج ہوا، امارت شرعیہ نے خاص طور سے متعلقہ چار ریاستوں میں اس کے خلاف اپنی تمام تر توانائی لگائی، ملکی سطح پر اس قانون کے خلاف منظم احتجاج ہوا، دنیا کے اکثر ممالک کے انصاف پسند اور تعلیم یافتہ لوگ اس کے خلاف سڑکوں پر آگئے، حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد امارت شرعیہ کی قیادت ان کے فرزند اکبر اور ان کے عزم وحوصلے کی وراثت کے امین حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے بحیثیت امیر شریعت امارت شرعیہ کی کمان سنبھالی اور انھوں نے امارت شرعیہ کے دیگر امرائے شریعت کے طرز پر ملت کی اس امانت کے تحفظ، استحکام اور فروغ کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیا، آپ نے خاص طور سے ملک کے دستور اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں اپنے آباؤ اجداد کی راہ عزیمت کا انتخاب کیا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو امید وحوصلہ کے ساتھ لیکر چلنے میں کہیں کوئی کمی نہیں کی چنانچہ گزشتہ سال جب مرکزی حکومت یکساں سول کوڈ (یوسی سی) پورے ملک پر نافذ کرنا چاہ رہی تھی تو اس کے خلاف امارت شرعیہ نے اپنی تنظیمی صلاحیت اور رجال کار کے ذریعہ حضرت امیر شریعت کی نگرانی میں خاص طور سے چاروں ریاستوں کے کونے کونے میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کی مہم چلائی، برادران وطن خصوصا قبائلی، دلت اور پسماندہ برادری سمیت ملک میں آباد دوسری اقلیتوں اور انصاف پسند برادران وطن کو ساتھ لیکر یوسی سی کے خلاف مضبوط محاذ کھڑا کیا، اور ملک کی متحدہ آواز آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے مشورے سے امارت شرعیہ اور رحمانی تھرٹی نے مل کر یوسی سی کے خلاف حکومت کو ای میل کرنے کے لیے لنک بنایا اور کیو آر کوڈ جاری کیا۔ پھر امارت شرعیہ نے اپنے کارکنان، مبلغین وملازمین کے تعاون سے شہر سے لیکر دیہات تک، آبادی سے لیکر کھیت کھلیان تک پڑھے لکھے افراد سے لیکر رکشہ اور ٹھیلا چلانے والے مزدوروں تک پہونچ کر میل کرانے کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی اور آپ کو معلوم ہے کہ مرکزی دفتر سے بہت دور ریاست اڈیشہ کے ایک دیہی علاقہ کی مسجد میں امارت شرعیہ کے اسی پیغام کو لیکر پہونچنے والے امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا سہیل احمد ندوی علیہ الرحمہ نے اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کردی اور یوسی سی مخالف مہم میں وطن سے سینکڑوں کیلو میٹر دور حالت سجدہ میں ان کی روح پرواز ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون یہ ہے امارت شرعیہ کے ہر چھوٹے بڑے ذمہ داران وکارکنان کی ملت کے لیے مر مٹنے کے جذبہ صادق کی ایک مثال، آج جب ہم تحفظ اوقاف اور شعائر اسلام کی غرض سے اس عظیم الشان اجلاس میں جمع ہیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ آپ سے عرض کروں کہ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں اور حضرت امیر شریعت مدظلہ سے گزارش ہے کہ ان کے لیے اجتماعی دعا فرمادیں تاکہ جانے والے کی روح کو سکون ملے اور ملت کے لیے کام کرنے والوں کو حوصلہ بھی ملتا رہے۔

اسی سال پارلیمانی انتخاب سے پہلے حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی جرأت مندانہ قیادت میں امارت شرعیہ نے زبردست ووٹرس بیداری مہم چلائی اور اس کے لیے سینکڑوں آن لائن اور آف لائن نشستیں بطور خاص ان ریاستوں میں کی گئیں، ایک بڑا پروگرام ۲/مارچ کو حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں المعہد العالی کے گراؤنڈ میں ہوا، جس میں چاروں ریاستوں کے خواص کی بڑی تعداد شریک تھی یہ اجلاس اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مفید تربیتی پروگرام ثابت ہوا اور نتیجہ کی شکل میں اس کا فائدہ نظر آیا۔

ابھی ملک تحفظ اوقاف کے سلسلہ میں مرکزی حکومت کے ذریعہ پارلیامنٹ میں ۸/اگست کو پیش کیے گئے وقف ترمیمی بل کو لیکر سخت اضطراب اور بے چینی میں ہے، حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی نے دوسال پہلے حکومت کی اس نیت کو بھانپ لیا تھا اور آپ نے امارت شرعیہ کے ذریعہ تحفظ اوقاف کی حکمت عملی اپنانی شروع کردی، چنانچہ آپ نے دوسال قبل ہی امارت شرعیہ میں ایک نیا شعبہ ”شعبۂ اوقاف“ قائم فرمایا، جس کے ذریعہ اوقاف کی جائیدادوں کی شناخت کرکے اس کے رجسٹریشن کرانے کی کارروائی شروع کردی، چنانچہ متعلقہ ریاستوں کی چوبیس ہزار سے زائد اوقاف کی شناخت کی گئی حکومت کے نام دفتر سے خط جاری کرکے اسے سروے میں وقف کے طور پر رجسٹرڈ کرانے کا مطالبہ کیا گیا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

پارلیامنٹ میں وقف ترمیمی بل آنے کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے مشورے سے امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی نگرانی میں امارت شرعیہ کے معمول کے کاموں (روٹین ورک) کو روک کر ترجیحی بنیاد پر اپنے ہزاروں کارکنان کی مدد سے خاص طور سے ان چاروں ریاستوں میں تحفظ اوقاف کی تحریک چلائی، اوقاف کے تعلق سے لوگوں میں بیداری پیدا کی، مشترکہ پارلیمانی کمیٹی (جے پی سی) کو ای میل کرنے کے لیے امارت شرعیہ اور رحمانی تھرٹی نے مل کر کامیاب لنک اور کیو آر کوڈ تیار کیا اور اسے مسلم پرسنل لا بورڈ جیسے متحدہ پلیٹ فارم نے جاری کیا، امارت شرعیہ نے اس کی لگاتار نگرانی کی، اس درمیان میں لنک کو ڈسٹرب کرنے کی لگاتار کوششیں کی گئیں، لیکن امارت شرعیہ اور رحمانی تھرٹی کی ٹیم اس پر مستعدی اور قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً کنٹرول کرتی رہی اور آپ کے علم میں ہے کہ تمام ملی تنظیموں، جماعتوں کے تعاون سے حکومت کو کسی ایک مسئلہ پر اس سے زیادہ میل کبھی نہیں پہنچا۔

اس پورے مرحلہ میں دیگر ملی جماعتوں بالخصوص ادارہ شرعیہ، جمعیت علماء (الف، م) جماعت اسلامی جمعیت اہل حدیث، جماعت شیعہ، آل انڈیا مومن کانفرنس وغیرہ کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس نازک مرحلہ میں ملی اتحاد کا زبردست مظاہرہ کیا، سیاسی رہنماؤں سے مشترکہ طور پر لگاتار ملاقاتیں کیں، اس کی نظیر دوسری جگہوں پر کم نظر آتی ہے۔ امارت شرعیہ نے بل کو مسترد کرنے کی جدوجہد میں سیاسی سطح پر بھی منظم کوششیں جاری رکھی ہیں، جس میں مذکورہ ملی اور فلاحی تنظیموں سے مخلصانہ تعاون سے مل رہا ہے، چنانچہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز اور حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی ہدایت پر تنظیموں کے سربراہان نے وزیر اعلیٰ حکومت بہار جناب نتیش کمار اور وزیر اعلیٰ جھارکھنڈ ہیمنت سورین سمیت ملک کے کئی ریاستوں کے وزراء اعلیٰ سے ملاقاتیں کرکے بل کی خطرناکیوں سے آگاہ کیا اور اسے مسترد کرنے کی درخواست کی۔ (بقیہ ص ۱۳/ پر)

Scanned with CamScanner

مدارس اسلامیہ کا تعلیمی منظر نامہ

مفتی امانت علی قاسمی

ہندوستان میں دینی مدارس مسلمانوں کے مضبوط قلعے ہیں، ان مدارس نے اسلامی تہذیب واقدار، اسلامی تعلیمات وعقائداور مسلمانوں کے ایمان ویقین کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے، جب بھی ہندوستان کی تاریخ لکھی جائے گی، انگریزوں کے ظلم وبربریت کی داستان خوچکاں تحریر کی جائے گی، غلام ہندوستان میں مسلمانوں سے ان کے سرمایہ افتخار کوسلب کرنے کی کوششوں کا تذکرہ کیا جائے گا تو دینی مدارس کے کردار پر ضرور بحث ہوگی، یہ مدارس روشنی کے وہ بلند مینارے ہیں جن کی ضیا بار کرنوں سے ہندوستانی مسلمان اپنے دل کی اندھیر وادیوں میں روشنی کا دیا جلاتے ہیں، اسی روشنی سے اپنا قبلہ درست کرتے ہیں اور اپنا مستقبل آراستہ کرتے ہیں اور یہ وہ حقیقت ہے جس سے نہ کسی مؤرخ کو انکار ہوگا اور نہ ہی کسی تبصرہ نگار کے لئے نقد وجرح کی گنجائش۔

اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مدارس کے کردار تعلیم، نظام تعلیم، اور نصاب تعلیم پر آئے دن گرما گرم بحث ہوتی رہتی ہے مختلف حلقوں میں اس پر سیمینار کرائے جاتے ہیں، بڑے بڑے پروگرام ہوتے ہیں اور حیرت ہوتی ہے کہ زیادہ تر پروگرام مدارس کی چہار دیواری سے باہر منعقد کئے جاتے ہیں اور اس کار خیر کو انجام دینے والے زیادہ تر مدارس سے محبت کرنے والے مخلصین ہوتے ہیں جنہیں مدارس کے نظام کو زیادہ بہتر بنانے کی فکر ہوتی ہے، یہ غور وخوض اور بحث وتبصرہ کوئی غلط چیز نہیں ہے کہ جس پر کان دھرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ ہر طرح کے سوال ومشورے کا کھلے دل سے استقبال ہونا چاہئے اور اگر اپنی کمزوری ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔

کسی بھی تعلیم کے تین بنیادی عناصر ہوتے ہیں، نصاب، اساتذہ اور طلبہ، مدارس کا نصاب جو درس نظامی کے نام سے مشہور ہے دینی اور اسلامی علوم پر مشتمل ہے، ان عناصر میں پہلا عنصر نصاب تعلیم ہے جس کے سلسلے میں مختلف حلقوں سے مطالبہ ہوتا رہتا ہے اور بہت زور وشور سے یہ بات اٹھائی جاتی ہے کہ اس میں تبدیلی ہونی چاہئے یہ نصاب تعلیم بہت قدیم ہے جس میں زمانے کے چیلنجوں کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مدارس سے جس معیار کے افراد تیار کرنے کی توقع ہے وہ توقع پوری نہیں ہو پا رہی ہے اور اس کی وجہ نصاب کی کمی اور ناقص ہوتا ہے، اگر تبدیلی نصاب کی یہی وجہ ہے جو میں سمجھ پا رہا ہوں تو سوال یہ ہے کہ کس معیار کے افراد کی توقع کی جا رہی ہے؟ کیا مدارس کے فضلاء کو عالم وفاضل ہونے کے ساتھ ڈاکٹر وانجینئر بھی ہونا چاہئے، فقہ میں مہارت کے ساتھ سائنس اور ریاضی میں بھی دسترس حاصل کرنا چاہئے، حدیث کے عالم ہونے کے ساتھ اقتصادیات اور معاشیات کا بھی امام ہونا چاہئے اگر یہ توقع ہے تو سوال کا دوسرا رخ بھی ہوسکتا ہے کہ عصری دانش گاہ جہاں قوم کے پنچانوے فیصد بچے پڑھتے ہیں جو ذہن ودماغ کے اعتبار سے اعلی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں اور جہاں انجینئر، ڈاکٹر اور سماج کی ضرورت کو سامنے رکھ کر ہر میدان کے افراد تیار کئے جاتے ہیں کیوں نہیں ان دانش گاہوں میں عصری کتابوں کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں تا کہ اقبال کے جس مرد مومن کو مدارس میں تلاش کیا جا رہا ہے وہ ان دانش گاہوں سے حاصل ہو جائیں۔ اور اگر تبدیلی نصاب کا مطلب عصری مضامین شامل کرنا نہیں ہے؛ بلکہ اسلامی علوم میں تنوع پیدا کرنا اور اسلامیات کی موجودہ دور کی کتابوں کو شامل کر کے اسلامیات کے ماہر فضلاء تیار کرنا ہے تو یہ جذبہ قابل قدر ہے اسے قبول کرنا چاہئے۔

اس تمہید کے بعد میں اپنے قارئین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن مدارس میں تبدیلی نصاب کی بات کی جا رہی ہے ضروری ہے کہ پہلے ان اسباب اور مقاصد کو پیش نظر رکھا جائے جس پس منظر میں مدارس کا وجود عمل میں آیا، غلام ہندوستان میں انگریزوں نے مسلمانوں کے ایمان وعمل کو سلب کرنے کے لئے جو فارمولے تیار کئے اس میں تعلیمی فارمولہ بھی تھا جس کی ذمہ داری لارڈ میکالے کے سپرد تھی اس کا نظریہ اور مقصد مسلمانوں سے ایمان اور ان کی تہذیب وروایات کو ختم کرنا تھا اور ایک ایسی نسل تیار کرنی تھی جو اگر چہ عیسائی نہ ہوں، لیکن مسلمان بھی نہ ہوں، جو اپنے رنگ ونسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہوں لیکن اپنی تہذیب وکلچر کے اعتبار سے انگریزی ہوں، مسلمان نہ صرف یہ کہ جسمانی اعتبار سے غلام ہوں؛ بلکہ فکری اعتبار سے بھی پابند سلاسل ہوں، وہ مغربی تہذیب سے نہ صرف مرعوب ہوں؛ بلکہ اس کے مکمل اسیر بھی ہوں، ان نظریات کے فروغ دینے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی جدو جہد شروع ہو چکی تھی ایسے خطرناک حالات میں اسلامی تعلیمات، اسلامی عقائد اور اسلامی تہذیب کی بقا وحفاظت بہت ضروری تھی، ورنہ ہندوستان میں بھی اسپین کی تاریخ دوہرائی جاتی اور اسلام ہندوستان سے جلاوطن ہو جاتا یہی وہ اسباب وعوامل تھے جن میں دار العلوم کا قیام عمل میں آیا اور پھر چراغ سے چراغ جلتے گئے اور پورے ہندوستان میں مدارس کا جال بچھ گیا تا کہ اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ کیا جا سکے اور اسلامی روایات واقدار کو بچایا جا سکے۔

دار العلوم اور اس کے طرز پر قائم دینی مدارس کا مقصد اسلام کا محافظ دستہ تیار کرنا ہے جو اسلامی تعلیمات کی مکمل حفاظت کر سکے اس مقصد کے لئے صرف دینی علوم کی کتابیں رکھی گئیں تا کہ اسلام کے ماہرین تیار ہوں اور جدید چیلنجوں کو قبول کرنے والے اور اس کا جواب دینے والے علماء تیار ہوں، نئے مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں حل بتانے والے فقہاء اور ارباب افتاء تیار ہوں اب اگر عصری علوم کو شامل نصاب کیا گیا تو مدارس اپنا ہدف کھو دیں گے، مدارس نے کبھی بھی عصری علوم کو حاصل کرنے سے منع نہیں کیا ہے بلکہ اس سلسلے میں حضرت نانوتوی کا ارشاد گرامی بہت مفید ثابت ہوگا، مدارس میں عصری علوم کی عدم شمولیت کی بابت انہوں نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ عصری تعلیم اور علوم جدیدہ کے لئے سرکاری مدارس پہلے سے موجود ہیں ضرورت دینی تعلیم کے اداروں کی تھی اس ضرورت کے پیش نظر دار العلوم قائم کیا گیا، دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ عصری علوم کی آمیزش دونوں کے لئے یکساں طور پر نقصان دہ ہے نہ دینی علوم میں مہارت پیدا ہوگی نہ عصری علوم میں، کہ زمانہ واحد میں علوم کثیرہ کی تحصیل سب کے حق میں باعث نقصان دہ ثابت ہوگی، تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ علوم نقلیہ میں پختہ استعداد پیدا کرنے کے بعد اگر طلبہ سرکاری مدارس میں جا کر علوم جدیدہ حاصل کریں تو ان کے کمال میں یہ بات زیادہ موید ہوگی۔ (دار العلوم کا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم وتربیت، مضمون مولانا شوکت بستوی، ماہنامہ دار العلوم دیوبند شمارہ ۷ جلد ۹۱ جولائی ۲۰۰۷)

حضرت نانوتوی کے ارشاد سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ مدارس نے عصری علوم حاصل کرنے سے منع نہیں کیا ہے، جہاں تک سوال ہے کہ اسلامی علوم میں تنوع پیدا کیا جائے اور جو علوم اور کتابیں نا قابل فہم ہیں ان کی جگہ دوسری کتابیں شامل کی جائیں تو یہ مطالبہ بجا اور قابل قدر ہے، لیکن اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ارباب مدارس اس پر غور کرتے ہیں اور جزوی تبدیلی مدارس کے نصاب میں ہوتی رہتی ہے چنانچہ رسالہ میر زاہد، ملا جلال، ایساغوجی شمس بازغہ، صدرا، قوشجہ، شرح مواقف، توضیح تلویح مسلم الثبوت، ان جیسی پہلے بہت سی کتابیں داخل درس تھیں اب اس کا نام بھی کسی کو نہیں معلوم ہے اس لئے تبدیلی نصاب کے علمبرداروں کی خدمت میں اتنا ہی عرض کروں گا کہ کلی تبدیلی کہ فن بدل دیا جائے قرآن وحدیث وفقہ اور دوسرے علوم آلیہ کی جگہ کچھ اور پڑھایا جائے تو یہ مدارس کی روح اور اس کے مقاصد کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا، جو حضرات جوہری تبدیلی کی بات کرتے ہیں وہ مدارس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور جہاں تک جزوی تبدیلی کی بات ہے تو وہ قابل قبول ہے اور ارباب مدارس اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ نصابِ تعلیم پر بحث غیر ضروری ہے؛ لیکن اس حقیقت کا اعتراف ضروری ہے کہ مدارس سے جس طرح کے فضلاء کی توقع کی جا رہی ہے ایسے افراد تیار نہیں ہو پا رہے ہیں اگر چہ کہ آج بھی مدارس کے فضلاء کی خدمات قابل ستائش ہیں لیکن تعلیمی معیار میں کمی ضرور آئی ہے جس کا اعتراف ارباب مدارس کو کرنا چاہئے اور اس کے اسباب کا پتہ لگا کر اس کا تدارک کرنا چاہئے اگر ہمارے گھر کی چھت کمزور ہوگئی ہے اور کوئی خیر خواہ ہمیں خبر دے کہ آپ کی چھت کمزور ہوگئی ہے اسے درست کر لیجئے تو ہمیں بخوشی ان کی بات مان لینی چاہئے لیکن اگر اس مخلص کی بات کو بے جا تنقید سمجھ کر انکار کر بیٹھے تو اس کا نقصان ہمیں ہی اٹھانا پڑے گا اسی طرح ہمارے تعلیمی نظام میں کمزوری آئی ہے اس بات کو قبول کر کے درستگی کی فکر کرنی چاہئے، ورنہ بہت ممکن ہے یہ خیر خواہ ہمارے تعلیمی جنازے میں شریک ہو کر ماتم کرنے کے بجائے ہمارا مذاق اڑائیں، اس لئے اچھی رائے کہیں سے بھی آئے اسے محسن کے احسان کی طرح قبول کر لینا چاہئے۔

ہمارا خیال ہے کہ تعلیم کے دوسرے تیسرے عناصر میں بہتری پیدا کر کے معیار کو بہتر کیا جا سکتا ہے تعلیم کا دوسرا عنصر اساتذہ ہیں، اساتذہ کی حیثیت تعلیم میں ریڑھ کی ہڈی کی ہے، کسی بھی تعلیم میں اساتذہ کا کردار بنیادی اور مرکزی ہوتا ہے مدارس میں تعلیم ہی نہیں دی جاتی ہے؛ بلکہ تربیت اور تزکیہ کا فرض بھی انجام دیا جاتا ہے، اساتذہ کی تربیت اور ان کی زندگی کے اثرات بچوں پر پڑتے ہیں، اس لئے اساتذہ کے اخلاق وکردار بہت بلند ہونے چاہیے، جس طرح گھر کی چہار دیواری میں بچے ماں باپ سے متاثر ہوتے ہیں اسی طرح مدرسے کے احاطے میں بچوں کی نگاہیں اساتذہ پر رہتی ہیں، اساتذہ کا بچوں کے ساتھ شفقت وپیار اور ان کی بہتری کی ادنی کوشش بچوں کی زندگی میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر سکتی ہے۔ یہاں بنیادی توجہ طریقہ تعلیم پر دینے کی ہے، طریقہ تدریس کوئی جامد اور غیر متحرک شئی نہیں ہے اور نہ اس میں تقلید کی ضرورت ہے، ہر وہ عمل جس سے بچے نصابی کتاب کو ضبط کر سکتے ہوں، اپنے مافی الضمیر کو ادا کر سکتے ہوں، اور وہ انداز گفتگو جس میں بچے کی سطح پر آکر بات کی جائے اور بچے استاذ کی بات کو مکمل طور پر سمجھ رہے ہوں وہ طریقہ تدریس کہلاتا ہے، طریقہ تدریس کو کس طرح موثر بنانا ہے یہ استاذ کا اپنا فرض ہے اس کے لئے نہ تو کسی فلسفے کی ضرورت ہے نہ ہی کسی تربیت کی، آج بہت سے ادارے اساتذہ کی تربیت کے لئے کورس کراتے ہیں اور اساتذہ کو ٹریننگ دیتے ہیں میرے نزدیک یہ بھی ایک فضول اور عبث کام ہے اگر وہ استاذ مطلوبہ جماعت کو پڑھانے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے تو کوئی تربیت اس کیلئے مفید نہیں ہوسکتی ہے اور اگر وہ اس جماعت کو پڑھانے کا اہل ہے تو اسے کسی تربیت کی ضرورت نہیں ہے، تاہم بہت سی کہی اور سنی ہوئی باتیں انسان کی زندگی میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں اس کے پیش نظر تعلیم وتعلم کی چند سفارشات وگزارشات ذکر کی جاتی ہیں شاید کہ تعلیمی نظام کو بہتر بنانے میں مفید ثابت ہوں، مثلاً عربی ادب میں طلبہ کو لکھنے اور بولنے پر زور دیا جائے، استعداد سازی میں حفظ متون کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے ہر فن میں جو متون کی کتابیں ہیں ان کو یاد کرانے کا اہتمام ہونا چاہئے، اونچی جماعتوں میں کتاب کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ فن پر عبور پیدا کرنے کی ضرورت ہے، طلبہ مدارس میں تحریری صلاحیت کو پروان چڑھانا بھی بہت ضروری ہے، بہر حال مدارس کا ایک شاندار ماضی ہے جس نے ہر دور میں ملت کی رہنمائی اور قیادت کا فرض انجام دیا ہے اور آج بھی مدارس اپنے نصب العین کی طرف گامزن ہیں اور ہندوستانی مسلمان کے ایمان وعقائد، تہذیب وروایات کی حفاظت کر رہے ہیں، لیکن ضرورت ہے اس جانب ہونے والی بعض کوتاہیوں کا تدارک کیا جائے تا کہ مدارس کی روح اور ان کے مقاصد کا صحیح طور پر تحفظ کیا جا سکے اس کے لئے انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ ہر ایک کو اپنا فرض پورا کرنا چاہئے تو ان شاء اللہ پھر اسی خاکس کے پردے سے جنید وشبلی اور رومی وغزالی پیدا ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

کدھر جا رہا ہے عدلیہ کا قافلہ؟

سہیل انجم

سپریم کورٹ کے سابق جج جسٹس مارکنڈے کاٹجو ایک صاف، غیر جانبدار اور کھرے آدمی ہیں۔ وہ عدالتی امور پر بھی کھل کر گفتگو کرتے ہیں اور سیاسی امور پر بھی۔ وہ ایک سیکولر مزاج انسان ہیں۔ سنگھ پریوار اور اس کے نظریات کے مخالف ہیں۔ اس کے خلاف اکثر و بیشتر بولتے رہتے ہیں۔ وہ اخبارات میں کالم بھی لکھتے ہیں جن میں اپنی باتیں کھل کر رکھتے ہیں۔ انھیں اس کی پروا نہیں ہوتی کہ ان کی باتوں سے کس کی پیشانی شکن آلود ہوگی۔ جب سے وزیر اعظم نریندر مودی چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کے گھر جا کر گنیش کی پوجا کرنے کی ویڈیو عام ہوئی ہے لوگ اپنے اپنے انداز میں اس پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ لیکن جسٹس کاٹجو نے جس بیباکی سے اپنی رائے دی ہے ویسی کسی نے نہیں دی۔ انھوں نے ایک یوٹیوب پروگرام میں سینئر صحافی نیلو ویاس کو انٹرویو دیتے ہوئے جو باتیں کہی ہیں وہ چونکانے والی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ چیف جسٹس صاحب دو ماہ کے اندر اپنے عہدے سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ اب ان کو کوئی بڑا عہدہ چاہیے۔ اسی لیے انھوں نے وزیر اعظم کو اپنے گھر بلایا اور پوجا میں شامل کرایا۔ کاٹجو نے سابق چیف جسٹس رنجن گوگوئی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ایودھیا تنازعے کا فیصلہ سناتے ہوئے بابری مسجد کی جگہ رام مندر کے لیے دے دی جس کا انھیں انعام ملا۔ جسٹس چندر چوڑ بھی ایودھیا کیس کا فیصلہ سنانے والوں میں شامل رہے ہیں۔ بلکہ ان کا یہاں تک کہنا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ فیصلہ انھوں نے ہی لکھا تھا تاہم وہ اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ ان کے بقول جسٹس چندر چوڑ چیف جسٹس بننے والے تھے۔ انھوں نے ایودھیا معاملے میں اس لیے اختلافی نوٹ نہیں لگایا کہ انھیں ڈر تھا کہ ان کی جگہ پر کسی اور کو نہ چیف جسٹس بنا دیا جائے۔ انھوں نے ججوں کے مختلف پروگراموں اور تقریبات میں شرکت اور خطاب کی بھی مخالفت کی۔ ان کا کہنا ہے کہ چیف جسٹس ان پروگراموں میں جمہوریت اور سیکولرزم کے بارے میں اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں اور لوگ خوش ہوتے ہیں اور ان کے بارے میں اچھی رائے قائم کرتے ہیں۔ لیکن کاٹجو جج حضرات کے عوامی پروگراموں میں شرکت کے مخالف ہیں۔ ان کے بقول جب کوئی شخص جج ہو جائے تو اسے عوام سے دور رہنا چاہیے۔ اور سیاست دانوں سے تو بالکل ہی دور رہنا چاہیے۔ اگر وہ لوگوں سے اور خاص طور پر سیاست دانوں سے ملے گا تو اس پر سے عوام کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اس کی غیر جانبداری مشکوک ہو جائے گی۔ انھوں نے اپنی مثال دیتے ہوئے کہا کہ وہ ساڑھے پانچ سال تک سپریم کورٹ کے جج رہے ہیں۔ نئی دہلی کے اکبر روڈ پر ان کی رہائش گاہ تھی۔ اس مدت میں وہ ایک بار بھی کناٹ پلیس نہیں گئے جبکہ وہاں سے وہ بمشکل تین میل کے فاصلے پر ہے۔

بہرحال ہم ان کی باتوں کی نہ تو تائید کر سکتے ہیں اور نہ ہی تردید۔ کیونکہ ہمیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ مارکنڈے کاٹجو سپریم کورٹ کے جج رہے ہیں، اس کے کام کاج کے طریقوں سے واقف ہیں اور ججوں کے بارے میں بہتر معلومات رکھتے ہیں اس لیے ان کی باتوں کو سنجیدگی سے لیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے عدلیہ کے بارے میں اور بھی بہت سی باتیں کہی ہیں جن کو ہم درج نہیں کر سکتے کہ کہیں توہین عدالت کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ البتہ اس کا ذکر تو کیا ہی جا سکتا ہے کہ جسٹس چندر چوڑ کے گھر وزیر اعظم کے جانے پر ماہرین قانون نے سخت اعتراض کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس سے عوام میں ایک غلط پیغام گیا ہے۔ ان کے مطابق انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات الگ الگ ہیں جن کو ایک دوسرے میں مدغم نہیں کیا جا سکتا۔ ججوں کا سیاست دانوں سے ملنا جلنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے عدلیہ کی غیر جانبداری مشکوک ہو جاتی ہے۔ سینئر وکیل پرشانت بھوشن کے مطابق چیف جسٹس کے گھر ایک نجی تقریب میں وزیر اعظم کی شرکت سے عدلیہ کی آزادی اور عوام کے حقوق کے تحفظ اور حکومت کی جواب دہی کو یقینی بنانے کے بارے میں پریشان کن پیغام جاتا ہے۔

معروف قانون داں اندرا جے سنگھ کے خیال میں چیف جسٹس نے عدلیہ اور انتظامیہ کے الگ الگ اختیارات سے سمجھوتہ کر لیا۔ بعض سابق ججوں نے بھی اعتراض کیا ہے۔ تاہم ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ اس ملاقات کا جسٹس چندر چوڑ کے فیصلوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ بہرحال اس سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اب جج حضرات کے اندر سبکدوشی کے بعد کسی بڑے سرکاری منصب کے حصول کی خواہش بڑھتی جا رہی ہے۔ جسٹس عبد النذیر ایودھیا معاملے میں فیصلہ سنانے والے ججوں میں شامل رہے ہیں۔ اگر گوگوئی کو راجیہ سبھا کی سیٹ ملی تو انھیں آندھرا پردیش کی گورنری مل گئی۔ اسی طرح جسٹس ارون پرکاش نے ایسے کئی فیصلے سنائے تھے جو حکومت کے حق میں جاتے تھے۔ سبکدوشی کے بعد انھیں قومی انسانی حقوق کمیشن کا چیئرپرسن بنا دیا گیا۔ اس کے لیے قانون میں ترمیم کر دی گئی۔ ماضی میں جھانکیں تو اور بھی ایسی مثالیں ملیں گی کہ جج حضرات کو ریٹائرمنٹ کے بعد پرکشش مواقع تفویض کیے گئے۔

ویسے عدلیہ میں بھی اب آر ایس ایس اور بی جے پی نظریات کے لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ جب کوئی جج کسی تنظیم، جماعت یا پارٹی کے نظریات کا حامی ہوگا تو اس کے فیصلے مکمل طور پر غیر جانبدار نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے کلکتہ ہائی کورٹ کے جج ابھجیت گنگوپادھیائے کے متعدد فیصلوں پر انگشت نمائی کی جا رہی ہے۔ انھوں نے اسی سال مارچ میں اپنے عہدے سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔ اس سے پہلے ہی انھوں نے بی جے پی سے اپنی وابستگی کا اعلان کر دیا تھا۔ ریٹائر ہونے کے چند روز کے بعد وہ نہ صرف بی جے پی میں شامل ہو گئے بلکہ ان کو لوک سبھا کا ٹکٹ بھی دیا گیا اور وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ انھوں نے ممتا حکومت کے خلاف کئی فیصلے سنائے تھے۔ جب کسی جج کے کسی ایک فیصلے پر جانبداری کا الزام لگ جائے تو پھر اس کے تمام فیصلے مشکوک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جسٹس ابھجیت گنگوپادھیائے کے فیصلوں پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ اسی طرح کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک اور جج جسٹس چتا رنجن داس نے اسی سال مئی میں اپنے ریٹائرمنٹ کے فوراً بعد کہا کہ وہ بچپن سے ہی آر ایس ایس سے وابستہ رہے ہیں اور اب پھر اسی میں چلے جائیں گے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ آر ایس ایس نے ان کی شخصیت کی تشکیل کی اور ان کے اندر جرأت پیدا کی۔ آر ایس ایس کے نظریات کے بارے میں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص بچپن سے کسی سخت گیر نظریاتی تنظیم سے وابستہ رہا ہو اور جب وہ جج بن جائے تو مخصوص نظریات اس کے ذہن و دماغ کو متاثر نہ کریں۔ ایک اور مثال مدھیہ پردیش کے سابق جج جسٹس روہت آریہ کی ہے۔ وہ اسی سال اپریل میں ریٹائر ہوئے اور جولائی میں بی جے پی میں شامل ہو گئے۔ انھوں نے کئی متنازع فیصلے سنائے ہیں جن میں ایک فیصلہ کامیڈین منور فاروقی کے خلاف بھی تھا۔ منور فاروقی پر ہندو دیوی دیوتاؤں کی توہین کا الزام تھا۔ حالانکہ انھوں نے اس کی تردید کی تھی۔ جسٹس آریہ نے منور فاروقی کے وکلا کے خلاف بھی ریمارکس دیے تھے اور منور کے بارے میں کہا تھا کہ ایسے لوگوں کو بخشا نہیں جانا چاہیے۔ اسی تسلسل میں گزشتہ دنوں وشو ہندو پریشد کی جانب سے عدلیہ سے وابستہ شخصیات کے ساتھ نئی دہلی میں ہونے والی ایک بڑی میٹنگ کا ذکر کیا جا سکتا ہے جس میں تقریباً تیس سابق ججوں نے شرکت کی۔ اس میٹنگ میں متعدد مساجد کے سلسلے میں قانون کی روشنی میں تبادلہ خیال کیا گیا۔ میٹنگ میں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ جن مسجدوں پر مندر ہونے کے دعوے کیے جا رہے ہیں اب ان کے خلاف عوامی تحریک چلانے کے بجائے عدالتی راستے سے ان کو حاصل کیا جائے گا۔ اس میٹنگ میں سابق ججوں کی شرکت پر بھی زبردست اعتراض کیا گیا لیکن بعض ججوں نے اپنی شرکت کا دفاع کیا۔ ان تفصیلات کی روشنی میں اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عدلیہ کا قافلہ کس جانب رواں دواں ہے اور آگے کیا کچھ ہونے والا ہے۔

تنقید اور تعریف میں احتیاط برتنی چاہیے

ڈاکٹر ریاض احمد

تنقید یعنی نکتہ چینی اور تبصرہ آج کل بہت عام ہے، یہ عموماً ۲ طرح سے کی جاتی ہیں (۱) تنقید برائے اصلاح اور (۲) تنقید برائے تنقید، پہلی طرح کے افراد اگرچہ دنیا میں پائے جاتے ہیں مگر دوسری طرح کے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے، گھر، مدرسہ، اسکول، کالج و یونیورسٹی، دفتر، فیکٹری الغرض جہاں کہیں بھی انسانوں کا وجود ہو عام طور پر لوگ دوسروں کو وہاں تنقیدی کا نشانہ بناتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ اصلاح کے بہانے لوگوں پر نکتہ چینی کرتے، ان کے دل دُکھاتے، غیبتیں کرتے اور ان کے عیبوں کو اُچھالنے میں مصروف ہوتے ہیں، ایسے افراد کو لوگوں میں اچھائیاں کم خرابیاں زیادہ نظر آتی ہیں۔ ذاتی اور پیشہ ورانہ ترقی کی دنیا میں، تنقید ایک دودھاری تلوار کی طرح ہے، ایک طرف، یہ ترقی اور بہتری کے لئے ایک طاقتور ذریعہ بن سکتی ہے؛ دوسری طرف، یہ مایوسی اور منفی جذبات پیدا کر سکتی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کیا تنقید محض تنقید کے لئے واقعی فائدہ مند ہے، یا یہ ہماری محنت اور حوصلے کو کمزور کرنے کا باعث بنتی ہے؟ اس مضمون میں تنقید کی باریکیوں، اس کے افراد اور ٹیموں پر اثرات اور اس پیچیدہ صورتحال کو سمجھنے کے بارے میں بات کی جائے گی۔

تنقید کو سمجھنا: تنقید کو عمومی طور پر دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: تعمیری تنقید اور تخریبی تنقید۔

تعمیر تنقید: یہ رائے کسی کی بہتری کے لئے دی جاتی ہے، یہ مخصوص، قابل عمل ہوتی ہے اور اس کا مقصد فرد کی ترقی میں مدد فراہم کرنا ہوتا ہے، تعمیری تنقید میں عام طور پر خوبیوں کو اجاگر کرتے ہوئے کمزوریوں کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ بہتری کے لئے راہنمائی فراہم کی جا سکے۔

تخریبی تنقید: اس کے برعکس، تخریبی تنقید کا مقصد کسی کو نیچا دکھانا یا اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا ہوتا ہے، یہ عام طور پر مبہم، سخت اور ذلت آمیز ہوتی ہے، جس سے فرد کی خوداعتمادی کو نقصان پہنچتا ہے۔

تعمیری تنقید کا کردار: تعمیری تنقید کسی بھی ماحول، چاہے وہ دفتر ہو، تعلیمی ادارہ ہو، یا ذاتی تعلقات ہوں، کے لئے ضروری ہے، اس کے چند اہم فوائد: (۱) ترقی کو فروغ دینا: تعمیری رائے افراد کو اپنی کارکردگی پر غور کرنے اور بہتری کے مواقع تلاش کرنے کی ترغیب دیتی ہے، جو کہ مہارت میں اضافہ اور ذاتی ترقی کا باعث بنتی ہے۔ (۲) کھلی بات چیت کو فروغ دینا: جب تنقید تعمیری انداز میں کی جاتی ہے تو یہ گفتگو کے دروازے کھولتی ہے، جس سے تعاون اور مددگار ماحول کی تشکیل ہوتی ہے۔ (۳) حوصلہ افزائی کو بڑھانا: تعمیری تنقید کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا افراد کو مشکلات کے سامنے مضبوط بناتا ہے اور ان کو موقع کے طور پر دیکھنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

تخریبی تنقید کے خطرات: جہاں تعمیری تنقید فائدہ مند ہو سکتی ہے، وہیں تخریبی تنقید کے مضر اثرات ہو سکتے ہیں: (۱) حوصلہ شکنی: تخریبی تنقید فرد میں نااہلی اور کم خوداعتمادی کے جذبات پیدا کرتی ہے، خاص طور پر جب تنقید مسلسل اور بغیر کسی تعمیری پہلو کے کی جائے۔ (۲) تخلیقی صلاحیتوں کو دبانا: تخریبی تنقید کا کلچر افراد میں ناکامی کا خوف پیدا کرتا ہے، جس سے وہ نئے خیالات آزمانے سے کتراتے ہیں اور یہ تخلیقیت اور جدت کو روکتا ہے۔ (۳) اعتماد کو کمزور کرنا: جب تنقید سختی سے یا بغیر کسی مقصد کے کی جاتی ہے تو اس سے ٹیم میں اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہے اور افراد ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے سے گھبراتے ہیں۔

کام کی جگہ پر تنقید کا سامنا کیسے کیا جائے؟ رائے دینے اور وصول کرنے کے لئے صحت مند ماحول کی تشکیل ضروری ہے، یہاں چند حکمت عملیاں ہیں: عمل پر توجہ دیں، شخص پر نہیں: جب رائے دیں، تو مخصوص اعمال یا رویوں پر بات کریں، نہ کہ ذاتی حملے کریں، اس سے گفتگو تعمیری رہتی ہے۔ مخصوص اور قابل عمل بنائیں: مبہم تنقید غیر مفید ہو سکتی ہے، اس کے بجائے، مخصوص مثالیں اور قابل عمل تجاویز دیں تاکہ بہتری کے لئے واضح رہنمائی ملے۔ ترقی پسند سوچ کو فروغ دیں: ایک ایسا کلچر بنائیں جو سیکھنے اور ترقی کو اہمیت دے۔

خود احتسابی کی اهمیت: تنقید کا سامنا کرنا مشکل ہو سکتا ہے، لیکن خود احتسابی تنقید سے فائدہ اٹھانے کی کلید ہے، تنقید کو مؤثر طریقے سے سنبھالنے کے چند نکات یہ ہیں: (۱) پرسکون رہیں: رائے سننے کے بعد فوری ردعمل دینے کے بجائے ایک لمحہ لیں تاکہ آپ بہتر طور پر جواب دے سکیں۔ (۲) وضاحت طلب کریں: اگر تنقید واضح نہ ہو، تو مخصوص مثالیں یا تجاویز پوچھنے میں ہچکچائیں نہیں، یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ بہتری کے لئے تیار ہیں۔ (۳) رائے پر غور کریں: تنقید کی سچائی پر غور کریں، کیا اس میں حقیقت ہے؟ آپ اسے ترقی کے لئے کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟ (۴) ذاتی نہ لیں: یاد رکھیں کہ تنقید اکثر کام کے بارے میں ہوتی ہے، نہ کہ آپ کی ذات کے بارے میں۔

نتیجه: تنقید کا توازن: تنقید، جب سمجھداری سے کی جائے، تو ترقی اور بہتری کے لئے ایک طاقتور ذریعہ بن سکتی ہے، لیکن جب یہ منفی پہلوؤں پر مرکوز ہو جائے، تو اس کے مضر اثرات دیرپا ہو سکتے ہیں، کلید تعمیری اور تخریبی میں فرق کرنے اور ایسے ماحول کی تشکیل میں ہے جو کھلی بات چیت اور ترقی کی حوصلہ افزائی کرے۔

جب ہم اپنی پیشہ وارانہ اور ذاتی زندگیوں میں آگے بڑھتے ہیں، تو ہمیں تنقید کرنے کے طریقے پر دھیان دینا چاہئے، اس طرح ہم ایک ایسی ثقافت بنا سکتے ہیں جو رائے کو ترقی کا ذریعہ سمجھے، نہ کہ تخریب کا۔

Scanned with CamScanner

اپنے دل میں اخوتِ اسلامی کا جذبہ پیدا کیجئے!

مولانا اسرار الحق قاسمی

اسلام میں مؤاخات اور بھائی چارے کی غیر معمولی اہمیت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلے مکہ کے مہاجرین اور مدینہ میں مقیم مسلمانوں کے مابین آپسی بھائی چارہ کا رشتہ قائم فرمایا تھا تاکہ وہ لوگ مصیبت اور پریشانی میں ایک دوسرے سے ہمدردی کا مظاہرہ کریں اور سب کے اندر ایک دوسرے کا تعاون اور خبر گیری کا جذبہ پیدا ہو، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی مومنوں کو ایک دوسرے کا بھائی بتایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر خود بھی اس کا ثبوت دیا اور اپنے صحابہ اور ساتھیوں میں بھی اسی قسم کے جذبات پیدا فرمائے، آپ نے انہیں تعلیم دی کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہو، وہ تمہارا بھائی ہے اور اس کا دکھ درد تمہارا دکھ درد ہے، اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے اور تمہیں اس کا پتا لگتا ہے تو وہ تکلیف تمہیں بھی ضرور محسوس ہونی چاہئے، اللہ کے نبی نے فرمایا کہ مسلمانوں کی مثال باہمی محبت، رحم وکرم اور اخوت و بھائی چارگی میں ایک عمارت جیسی ہے کہ اگر اس میں سے ایک اینٹ بھی نکال لی جائے تو عمارت میں نقص پیدا ہوجائے گا، آپ کی اسی تعلیم کا اثر تھا کہ اُس زمانے کے مسلمانوں میں دوسرے مسلمانوں اور انسانوں کے تئیں وہی جذبات پائے جاتے تھے جو اپنے گھر والوں، اپنے بھائیوں اور اہلِ خانہ کے حوالے سے پائے جاتے تھے، چنانچہ تاریخ میں موجود ہے کہ جب مہاجرین مدینہ پہنچے اور اللہ کے نبی نے مہاجرین وانصار کے مابین بھائی چارہ کا رشتہ قائم فرمادیا، توان میں سے ہر ایک نے اپنے دینی بھائی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردینا بخوشی گوارہ کرلیا، حتی کہ اگر کسی کے پاس دو بیویاں تھیں تو وہ ان میں سے ایک کو اپنے دینی بھائی کے لئے طلاق تک دینے پر آمادہ وتیار ہوگیا اور جہاں تک مفلسی وبے کسی اور تنگ دستی کی بات تھی تو اس زمانے کے مسلمان تو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی تعلیم کی وجہ سے ایسے سخی، رحم دل اور اللہ کے راستے میں اتنا زیادہ خرچ کرنے والے ہوگئے تھے کہ کسی بھی مفلس اور غریب کی زندگی محض اس وجہ سے ختم ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ اس کے پاس کھانے اور زندگی گزارنے کے لئے اسباب نہیں ہیں، انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ ہدایت پہنچی تھی کہ: ”مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تاکہ فلاح پاؤ“۔(الحج:۷۷)

سووہ اس پر دل وجان سے عمل کرتے تھے، اسی طرح وہ ہر ایک بھلائی اور خیر کے کام میں ایک دوسرے کا تعاون اور مدد کرتے تھے اور اس کو موجبِ اجر وثواب جانتے تھے کیوں کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ کا عذاب سخت ہے“۔(المائدہ:۲) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ تلقین کر رکھا تھا کہ: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی دشمن کے سپرد کرتا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کی تکمیل کرتا ہے، جو کسی مسلمان کی ایک تکلیف کو دور کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کردے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریں گے۔(صحیح بخاری:۲۴۴۲) اس لئے دورِ اول کے مسلمانوں میں اپنے مسلمان بھائیوں اور دوسرے ضرورت منداور مصیبت زدہ انسانوں کے حوالے سے بھی نہایت ہی رحم دلانہ اور انسانیت نوازی پر مبنی خدمات واحساسات پائے جاتے تھے اور وہ ہر موقعے پر ان کا مظاہرہ بھی کرتے تھے۔

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے ہمیں واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی وخبر گیری اور معاونت وہمدردی محض دین کا رشتہ ہونے کی وجہ سے بھی نہایت ہی ضروری ہے اور ہمیشہ، سال کے بارہوں مہینوں میں، کسی بھی لمحہ، کسی بھی دن جب بھی ہمیں کوئی ضرورت منداور پریشان حال مسلمان بھائی یا بہن ملے تو ہمیں اس کی مدد کرنی چاہئے، اس کی پریشانی کو دور کرنے کی اپنی حد تک کوشش کرنی چاہئے، قرآن کریم میں نیک کام کرنے کا حکم شعائرِ اسلام کے ذکر کے بعد وارد ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام ومرتبہ اور ثواب کے لحاظ سے خیر کا کام غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، قرآن کریم لفظِ ”تعاون“ کے ذریعہ سے بنی نوع انساں کے درمیان کارِ خیر کو پھیلانے اور رواج دینے کی تاکید کرتا ہے، چنانچہ وہ ہمیں میدانِ خیر میں باہمی تعاون کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان ہے کہ وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کرنے والے کو اپنی معنوی معیت ومصاحبت سے نوازتا ہے، اس کام میں اس کی مدد بھی کرتا ہے اور اجر وثواب سے بھی نوازتا ہے، اور تازندگی ایسے لوگوں کو اس کی تائید شامل حال رہتی ہے، جو شخص لوگوں کی ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور اسے راہِ راست پر ثابت قدم رکھتا ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بندہ کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے، جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے“۔(صحیح مسلم:۳۸) لوگوں کی حاجت روائی کے ومرتبہ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی ترغیب دی ہے؛ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہاری موجودگی میں میرے پاس جب کسی ایسے شخص کو لایا جائے جو ضرورت مند ہو، تو تم سفارش کیا کرو، تمہیں اجر دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے ہر اس چیز کی تکمیل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے“۔(صحیح ابن حبان:۵۳۱) لوگوں کی حاجت برآری کی کوشش رزق میں زیادتی اور برکت کا سبب ہوا کرتا ہے؛ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی نفع رسانی کی نعمت سے نواز رکھا ہے، جب تک وہ نفع رسانی کا کام کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کے لئے برقرار رکھتے ہیں، پھر جب اس کام کو ترک کردیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نفع رسانی کی اس نعمت کو دوسروں کی طرف منتقل کردیتا ہے“۔(المعجم الأوسط للطبرانی:۱۳۹۲۵)

لہٰذا ضرورت مندوں کی خدمت کرنی چاہئے اور ایسا کرتے وقت ہمارے دل میں یہ احساس ہونا چاہئے کہ ہم اپنے اوپر عائد ہونے والے ایک عظیم فریضے اور ذمے داری سے سبکدوش ہورہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ہمارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوجائے کہ ہم تو ان لوگوں پر احسان کررہے ہیں، جنہیں ہم زکوٰۃ یا صدقے کی رقم دے رہے ہیں، ضرورت مندوں کی ضرورت کی تکمیل ہمارا دینی واخلاقی فریضہ ہے، ہمارے نبی اور شریعت کی تعلیم ہے، ہمارے ایمان کی علامت اور شناخت ہے، تعاونِ باہمی وحسنِ سلوک ہی کے ذریعے اسلام کو عالمی سطح پر مقبولیت حاصل ہوئی اور یہی اس کی روح بھی ہے، چوں کہ انسانوں کی حاجت روائی انسانیت کی بنیاد اور اساس ہے، اس لئے اسلام نے اس کی دعوت بھی دی ہے اور اس پر اُبھارا بھی ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دل وجان سے ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیا کرتے تھے، لہٰذا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مبارک عادت کو اپنانا دنیا وآخرت میں ہماری کامیابی وبامرادی کا سبب ہوگا، یوں بھی لوگوں کی حاجت برآری اور ان کے دکھ اور مصیبت میں ہمدردی کرنا بہت زیادہ ثواب کا کام ہے اور ایسے لوگوں کی نیک بختی اور دین ودنیا کی سعادت کی اللہ تعالیٰ نے خود ضمانت لے رکھی ہے۔

بقیہ خطبۂ استقبالیہ .... ان کے علاوہ جے پی سے کے چیئر مین اور تمام ممبران کو میمورنڈم دیا گیا، مختلف پارٹیوں کے سربراہان، ارکان پارلیامنٹ وراجیہ سبھا سے ملاقاتیں کی گئیں جن میں سابق نائب وزیر اعلیٰ تیجسوی یادو، لوچپا کے قومی صدر چراغ پاسوان، ہم پارٹی کے سینئر لیڈر سنتوش کمار مانجھی، جدیو کے سینئر رہنما اور کارگزار صدر سنجے جھا، قدآور جدیو لیڈر روزیر مالیات حکومت بہار وجئے چودھری، رکن پارلیامنٹ للن سنگھ اور جناب منیش ورما، بہار کانگریس کے صدر اکھلیش سنگھ جے پی سی کے رکن جناب ڈاکٹر جاوید آزاد رکن پارلیامنٹ، جن ادھیکار پارٹی صدر ورکن پارلیامنٹ پپو یادو، راجیہ سبھا کے رکن اور سابق وزیر حکومت ہند جناب اوپیندر کشواہا، ٹی ایم سی کے سینئر لیڈر رکن پارلیامنٹ ورکن جے پی سی کلیان بنرجی، راجیہ سبھا کے رکن وجے پی سی ممبر جناب ندیم صاحب کے علاوہ مختلف ریاستوں کے لیڈروں سے ملاقات کر کے بل کی خطرناکیوں سے انھیں آگاہ کیا اور مشترکہ میمورنڈم پیش کیا۔

اوقاف کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور وقف ترمیمی بل کے ذریعہ اوقاف کے ختم کرنے کی سازشوں سے عوام وخواص کو مطلع کرنے کی غرض سے لاکھوں کی تعداد میں پمفلیٹ، کتاب اور کتابچے چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کیے گئے، امارت شرعیہ کی ملت کے تئیں بے مثال فکر مندی اور تحفظ اوقاف کی مہم کو منظم کرنے کی غرض سے آج کا ہونے والا یہ عظیم الشان تاریخی اجلاس امارت شرعیہ کی انھیں کوششوں کا ایک نمونہ ہے، میری معلومات کے مطابق اوقاف کے تحفظ کے لیے پورے ملک میں اس سے بڑی کانفرنس کبھی نہیں ہوئی اور ملک ہی نہیں دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اس موضوع پر ایسی بیداری پر مبنی کانفرنس کی جانکاری نہیں ملتی، باپو سبھا گار کا یہ عظیم الشان ہال جو پانچ ہزار کی سیٹوں پر مبنی ہے اس کے علاوہ اسی کے بغل میں گیان بھون کا بھی ہال بک کیا گیا جہاں پروجیکٹر کے ذریعہ شرکاء حضرات پروگرام کو دیکھ رہے ہیں اور ان دونوں ہال سے دوگنی سے زیادہ تعداد جو باہر لگے ہوئے پروجیکٹر کے ذریعہ کانفرنس کو دیکھ اور سن رہی ہے۔

امارت شرعیہ اس اجلاس کے ذریعہ آپ سے اپنی گھریلو اور معاشرتی زندگی میں انصاف قائم کرنے، ملی اداروں کو تقویت پہونچانے اور قائدین پر بھروسہ رکھنے کا مطالبہ کرتی ہے، آئیں ہم سب ملکر ملک کے آئین کے تحفظ کا عہد کریں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، اپنے چھوٹے مفادات اور وقتی نفع ونقصان کی خاطر ملت کے مفاد اور اسلامی نقطۂ نظر کو ٹھیس نہ پہونچائیں، ٹولیوں میں نہ بٹیں، مسلک اور برادری کے جھگڑوں سے نکلیں، ایک ہوجائیں، مسجد، مدرسہ، قبرستان، خانقاہ، کربلا، امام باڑہ، یتیم خانہ، مسافر خانہ وغیرہ جائیدادوں کی حفاظت کے لیے کمربستہ رہیں، کیونکہ یہ ہماری وراثت، ہمارا سرمایہ اور ہمارے شعائر ہیں، ہم اس کی حفاظت اپنی جان ومال سے زیادہ کریں، قبل سے موجود طریقوں اور ضابطوں کے مطابق اس کا رجسٹریشن اور موٹیشن کرائیں، ہرگز ہرگز اس میں کوتاہی نہ برتیں، آپ حضرات ملت کے چنندہ اور باثر لوگ ہیں آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور کانفرنس کے پیغام کو غور سے سنیں، اپنے سینوں میں اتاریں، اس امانت کو لیکر اپنے گھروں کو لوٹیں اور ان جائیدادوں کی حفاظت کو اپنا ایمانی ودستوری فریضہ سمجھیں۔ اسی طرح یہ کانفرنس سرکار سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اوقاف ہماری پروپرٹی ہے اور شریعت میں اوقاف کے لیے واضح احکام وہدایات موجود ہیں اور ملک کے دستور نے بھی ہمیں اپنے دائرہ میں مذہبی اعمال ادا کرنے کی کھلی آزادی دی ہے، اسی طرح اپنے مذہبی مقامات کے انتظام وانصرام کا بھی اختیار ملک کے دستور نے ہمیں دیا ہے، اسے چھیننے کی کوشش ہرگز نہ کی جائے۔

آخری بات جو آپ سے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے حوصلے پست کرنے کی کوششیں ہوں گی، آپ کے خلاف عصبیت، ناانصافی اور غیر اخلاقی بلکہ غیر انسانی رویہ اختیار کیا جائے گا، آپ کے حقوق چھینے جائیں گے مگر ہاں! ہر حال میں یہ خیال رہے کہ ایمان کی دولت ضائع نہ ہونے پائے، قدموں میں لغزش نہ آئے، ہمت پست نہ ہو، اللہ کی نصرت اور غیبی مدد سے نظریں نہ ہٹے، ہر وقت یقین رکھئے کہ ہم قیامت تک باقی رہنے والی قوم ہیں اور ہمارا محافظ اللہ ہے جو کائنات کا مالک ہے، حالات آتے اور جاتے ہیں مگر آپ باقی رہیں گے ملک باقی رہے گا، انصاف کی بالاتری ہوگی، نفرتوں کا خاتمہ ضرور ہوگا، آپ کو ورغلانے، غصہ دلانے کی کوششیں کی جائیں گی؛ لیکن آپ کے سامنے قرآن کا نور رہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت، بصیرت اور پاکیزہ سیرت رہے، اشتعال میں نہ آئیں، ظلم کا جواب قانونی راہوں اور جمہوری طریقوں سے قائدین کے مشورے سے دیں، یہ ربیع الاول کا مقدس مہینہ ہے جس میں حضور سرور کونین، رحمۃ للعالمینؐ دنیا میں اللہ کی جانب سے ہدایت اور صراط مستقیم لیکر آئے اور اس نبی نے قرآن جیسا نسخۂ کیمیا ہمارے ہاتھوں میں دیا، جس میں اولین وآخرین کا علم ہے، ہم نئی نسلوں کو دنیا کے تمام علوم وفنون میں ماہر بنائیں اور انہیں مذہب سے بھی مضبوطی کے ساتھ جوڑے رکھیں۔

اس اجلاس کے باوقار مہمان پیر طریقت حضرت مولانا فضل الرحیم مجددی صاحب مدظلہ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کا اس تاریخی سرزمین شہر عظیم آباد پٹنہ میں خیر مقدم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ حضرات قائدین کی ہر چہار جانب سے حفاظت فرمائے اور زندگی کو ہر طرح بافیض بنائے۔ ہم امارت شرعیہ کی جانب سے آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ جس طرح ماضی میں امارت شرعیہ نے مسلم پرسنل لابورڈ کو مستحکم بنانے کے لیے اپنی تمام تر تنظیمی اور فکری صلاحیتیں استعمال کی اسی طرح آئندہ بھی آپ کی آواز پر لبیک کہا جائے گا، پوری قوم آپ کے ساتھ ہے، آپ کے لیے حوصلہ کی بات ہے کہ یہ قوم پیٹھ دکھانے والی قوم نہیں ہے بلکہ آگے بڑھ کر مصافحہ اور معانقہ کے نام پر سینہ پیش کرنے والی قوم ہے۔

پھر سے ہم تمام شرکاء کا امارت شرعیہ کی پوری ٹیم کی طرف سے استقبال کرتے ہیں۔ اس موقع سے میں آپ حضرات سے اگر یہ گوش گزار نہ کروں تو بڑی ناشکری ہوگی کہ اجلاس کو کامیاب بنانے میں امارت شرعیہ کی پوری ٹیم نے اپنا شب وروز لگایا آرام وسکون کو قربان کیا اور جن کو جو کام سپرد کیا گیا انھوں نے اسے ملت اسلامیہ کی ضرورت سمجھ کر خوش دلی سے انجام دیا۔ آپ تمام حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ امارت شرعیہ کے اس کارواں کی پوری پوری حفاظت فرمائے اور دارین میں انھیں کامیابی عطا فرمائے۔ اسی کے ساتھ میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ معزز مہمانان کرام کی خدمت میں کمی ہوئی اور ہم آپ کے شایانِ شان پیش نہیں آسکے؛ لیکن آپ کریم، وسیع الظرف مہمان ہیں، کوتاہیوں سے درگذر کرتے ہوئے امارت شرعیہ اور اس کی پوری ٹیم کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام

Scanned with CamScanner

(**بقیہ یادوں کے چراغ**) .... لیکن ان کی توجہ پوری رہتی، میری رہائش کلاک ٹاور کے پاس ایک ہوٹل میں تھی، اس موقع سے مسجد غریر، مسجد السلام، مسجد بن دلموک وغیرہ میں بھی میرے خطابات ہوئے اور میں سالما غانما واپس آیا۔
سلمان بھائی کی دلچسپی تعلیمی امور سے بہت تھی، وہ مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگانی دور کرنے اور بیداری لانے کے لئے سید حامد کے کارواں میں شریک ہوئے اور پورے ہندوستان کا دورہ کیا، دبئی میں کلاک ٹاور کے پاس ایک فلیٹ کرایہ پر لے رکھا تھا، بے روزگاروں کے لئے ویزہ کا انتظام کرتے، ان کے رہنے سہنے کا خیال کرتے، پھر ان کو نوکری سے لگا دیتے، یہ تعداد بڑھتی چلی گئی تو انہوں نے اپنے بعض رفقاء کے ساتھ مل کر بہار انجمن کی بنیاد ڈالی، اس طرح وہاں بہاری منظم ہوئے، برسوں آپ اس کے صدر رہے، پھر جب بہار انجمن ناگزیر حالات کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو وہ باجی فورم کی صدارت اور بعد میں سرپرستی فرماتے رہے، وہ بہار رابطہ کمیٹی کے پروگراموں میں شریک ہوتے اور ان کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے، ان کے بہار انجمن کے ذمہ دار رہنے کے زمانہ میں بڑی افطار پارٹی ہوتی تھی اور کسی ایک عالم کا افطار کے پہلے تفصیلی خطاب ہوتا تھا، مجھے بھی کئی بار تقریر کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔
حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا رضوان القاسمی اور حافظ محمد عرفان کے انتقال کے بعد وہ بجھ سے گئے تھے، ان کے اندر سرور ونشاط کی وہ کیفیت باقی نہیں رہ گئی تھی، مختلف امراض نے جسمانی طور پر ان کو توڑ کر رکھ دیا تھا، علاج، معالجہ، ہوسپٹل آمدورفت ان کے نظام الاوقات کا حصہ بن گیا تھا، اسی حالت میں گذشتہ پورا رمضان انہوں نے اپنے بیٹے کے پاس سعودی عرب میں گذارا، دبئی کی آمدورفت بھی کم ہوگئی تھی، زیادہ تر حیدرآباد اپنے مکان میں رہتے تھے، چار بھائی میں تین اللہ کو پیارے ہوگئے، اب صرف بھائی مولانا محمد حسان بچ گئے ہیں، جو سب سے چھوٹے ہیں، اللہ رب العزت ان کو صحت وعافیت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین
سلمان بھائی کا ایک مکان پھلواری شریف میں قاضی محلہ میں قاضی مسجد کے پاس بھی ہے، وہ انتقال سے چند روز قبل حیدرآباد سے پٹنہ پہونچے تھے، مجھے ان کی آمد کی اطلاع نہیں تھی، فون آیا تو معلوم ہوا، بعد نماز مغرب جمعرات کے روز 12 ستمبر کو ملنے گیا، دیر تک گفتگو چلی، حسب معمول ناشتہ چائے وغیرہ سے ضیافت کی، احوال سنے اور نصیحتیں کیں، میں اجازت لے کر چلا آیا کہ وہ بیمار ہیں اور شاید ان کو آرام کی ضرورت ہو، ارادہ دوبارہ ملنے کا بھی تھا، لیکن تحفظ اوقاف کانفرنس اور تحفظ مدارس اسلامیہ کنونشن میں ایسی مشغولیت رہی کہ دوبارہ ملاقات کی نوبت نہیں آئی، 19 ستمبر بروز جمعرات وہ پٹنہ سے حیدرآباد کے لئے روانہ ہوئے اور 24 ستمبر کو رخت سفر باندھ لیا، یہی زندگی کی حقیقت ہے، آدمی بلبلہ ہے پانی کا۔
سلمان بھائی کے مزاج میں سخاوت بہت تھی، ہر بار دبئی سے واپسی پر مجھے کپڑے اور عطر کی کئی شیشیاں دیا کرتے، یہی ہدیہ امارت شرعیہ کے دیگر متعلقین کو بھی میرے ہی ذریعہ بھیجا کرتے، ادھر سب کچھ بدل گیا تھا، عبد العزیز صاحب کے انتقال کے بعد ان کے وارثین کے جھگڑے میں سارا کاروبار تباہ ہوگیا، سلمان بھائی نے بھی خود کو الگ کرلیا اور حیدرآباد میں قیام کرنے لگے۔
سلمان بھائی کو مطالعہ کا بھی بڑا شوق تھا، دبئی میں ان کی رہائش گاہ ملا پلازہ میں ان کی بڑی منتخب لائبریری تھی، کتابوں کا اچھا ذخیرہ تھا، ادبی اور مذہبی کتابوں سے زیادہ لگاؤ تھا، خوب پڑھتے اور ڈوب کر پڑھتے، دبئی کی بیشتر مساجد کے ائمہ سے ان کے گہرے روابط تھے اور وہ ان کے یہاں آیا جایا کرتے تھے۔
مولانا رضوان القاسمیؒ کے انتقال کے بعد دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد میں اقتدار اور دار العلوم کی زمینوں پر قبضہ کی جو مہم بڑے پیمانے پر چلائی گئی، اس کا انہوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا، جس کی وجہ سے سبیل السلام کا تعلیمی سفر آج بھی شان وشوکت کے ساتھ جاری ہے، ایسے تھے ہمارے سلمان بھائی، سب کو لے کر چلتے، سب کے کام آتے، اجتماعی اور ملی کاموں کے لئے اپنی توانائی لگاتے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳۴/۴۳۶/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ یکہتہ، مدھوبنی)

عائشہ فاطمہ بنت محمد قربان مقام مرزاپور ڈاکخانہ مرزاپور بلاک لونیا ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد آزاد ولد مطیع الرحمٰن مرحوم مقام یکہتہ ڈاکخانہ یکہتہ ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ سات سال سے غائب ولاپتہ ہونے نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دار القضاء مدرسہ رحمانیہ یکہتہ مدھوبنی میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت یکم / جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۴/ نومبر ۲۰۲۴ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۹۹/ ۲۳۱۰/ ۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

جوہی خاتون بنت محمد سعید مقام چھوٹی بلیا مسور چک نیا ٹولہ ڈاکخانہ لکھمنیا ضلع بیگوسرائے۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شاہد ولد محمد عادل مقام بھوانند پور وارڈ ۱۳ ڈاکخانہ مانا پور ضلع بیگوسرائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دار القضاء بیگوسرائے میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/ نومبر ۲۰۲۴ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۰/ ۱۱۷۵/ ۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ، پورنیہ)

ماہ پارہ خاتون بنت محمد وکیل احمد مقام سونسہ ڈاکخانہ گواسی تھانہ کے نگر ضلع پورنیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد رازق حسین ولد محمد ادریس مرحوم مقام فریانی ڈاکخانہ کھوکھا بلاک سری ضلع پورنیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں عرصہ چار سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۷/ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۳۱/ اکتوبر ۲۰۲۴ء روز جمعرات بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دار القضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت پورنیہ

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۸۲/ ۳۲۷۸/ ۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ آزاد نگر، جمشید پور)

کاجل بیگم بنت منان خان، مقام مسلم بستی، ڈاکخانہ جوڑا، ضلع کیونجھر (اڈیشہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

عبد الغفار احمد ولد اسحاق احمد، مقام آزاد نگر ہوڑی سائی بیچے، ضلع کیونجھر (اڈیشہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً چار سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ آزاد نگر، جمشید پور میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۶/ اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۴/ ۱۰۵/ ۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ جہان آباد)

شمع پروین بنت دلدار انصاری، مقام جرکھا وارڈ نمبر ۵/ ڈاکخانہ جرکھا، بلاک پالی گنج، ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

نبی حسن ولد شہزاد عالم، مقام بدھروار ڈ نمبر ۷/ ڈاکخانہ سرنگا پور، بلاک جہان آباد، ضلع جہان آباد۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً ۶/ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ جہان آباد میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/ اکتوبر ۲۰۲۴ء مطابق ۱۸/ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۶/ ۳۱۲/ ۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور، سمستی پور)

ساجدہ پروین بنت محمد مختار، مقام کمراؤں نمبر ۹/ ڈاکخانہ کمراؤں، ضلع سمستی پور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد سلطان ولد محمد صدیق، مقام وڈاکخانہ نامعلوم، ضلع سہسرام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً ۲۰۱۶ء سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور، سمستی پور میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/ نومبر ۲۰۲۴ء مطابق ۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ روز ہفتہ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

طب وصحت

ورزش کریں فٹ رہیں

ورزش ہر لحاظ سے انسانی جسم کے لئے فائدہ مند ہے۔اگر آپ کو باقاعدگی سے ورزش کرنے کی عادت ہے تو یہ آپ کی صحت کے لئے بہت اچھا ہے۔ایک تو یہ کہ آپ جسمانی طور پر فٹ رہیں گے اور دوسرا آپ کی اندرونی فٹنس بھی برقرار رہے گی۔ ورزش کی وجہ سے آپ بہت کم بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔لیکن ورزش کرنے کے لئے آپ کو موسم کا خیال ضرور رکھنا چاہئے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اگر آپ سردیوں کے موسم میں ورزش کر رہے ہیں تو آپ ورزش کو زیادہ ٹائم دے سکتے ہیں اور زیادہ محنت پر مبنی ورزشوں کا انتخاب بھی کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ گرمیوں کے موسم میں بھی ورزشیں کریں گے جو سردیوں میں کرتے ہیں تو یہ آپ کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہیں اور اس کے باعث آپ کو تھکاوٹ، بہت زیادہ پسینے کا آنا، بہت زیادہ پیاس لگنا، پٹھوں کا کھچاؤ اور بے ہوشی جیسی علامات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ گرمیوں میں ہلکی پھلکی ورزش کریں اور اس کو ہمیشہ ٹھنڈے ٹائم پر یعنی صبح کے اوقات میں کریں۔ کس آدمی کو کس طرح کی ورزش کرنی چاہئیے یہ اس کی عمر، جنس اور کام کے مطابق ان سب پر منحصر رہتا ہے۔ 14 سال تک کے بچّوں کے لئے ورزش کرنے سے بہتر کھیلنا کودنا ہوتا ہے۔لیکن ان سے آسن اور پرانایام شروع کروائے جاسکتے ہیں۔اس کے بعد ورزش کو ان کی روزمرہ کا حصہ بنایا جانا چاہئیے۔خواتین لگ بھگ وہ تمام ورزشیں کرسکتی ہیں جو کہ مرد کر سکتے ہیں۔

بڑھاپے میں ورزش کا خاص مقصد لچیلا پن بنائے رکھنا اور دل اور پھیپھڑوں کی صلاحیت اور صحت بنائے رکھنا ہوتا ہے۔

جولوگ سخت جسمانی محنت کرتے ہی۔ جیسے مزدور، کسان، گھر یا کھیتوں میں کام کرنے والی عورتیں ، وہ پورے دن کے تھکا دینے والے کام کے بعد ورزش کرنے کے لئے خواہش-مند نہیں ہوتے ۔ مگر ان کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ خاص ورزش کریں۔ جو کام وہ کرتے ہیں اس سے عضلات مضبوط ہوتی ہیں اور ان کی قوتِ-برداشت بڑھتی ہے مگر اس سے دل اور پھیپھڑوں کی قوت، لچیلا پن اور عضلاتی تال-میل نہیں بڑھتے۔ان کے لئے مناسب ورزش کی ضرورت ہوتی ہے۔

بچپن میں یا جوانی میں ہر کوئی کچھ نا کچھ کھیل لیتا ہے لیکن شادی بیاہ کے بعد یہ سلسلہ اکثر رک جاتا ہے۔کھیل کود یا ورزش سے حاصل عضلاتی قوت کچھ حد تک زندگی میں قائم رہتی ہے لیکن اس سے دیگر سارے منافع رک جاتے ہیں۔موٹاپا بڑھ سکتا ہے، شریانوں میں چربی چپک جاتی ہے، جوڑ اور پٹھے سخت ہوتے جاتے ہیں، لچیلا پن کم ہوجاتا ہے اور مقابلے کی قوت بھی کم ہوتی ہے۔اسلیے ورزش تاحیات ضروری ہے۔لیکن یہ بھی ہے کی عمر اور اہلیت کے مطابق ورزش کھیل کود کے الگ الگ قسمیں اپنا لیں۔ پھر بھی ورزش کے بنیادی عنصر بھولنا مناسب نہیں ہے۔آج کی زندگی گزارنے کا طریقہ ہی اہم ترین ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں بھی کم ہی سہی، لیکن معینہ جسمانی ورزش کرتے رہنا ضروری ہے۔

چلنا : چلنا ایک اوسط درجے (ہلکی پھلکی) اور آسان ورزش ہے۔یہ تمام عمر کے لوگوں کے لئے اور دل کی بیماریوں سے متاثر لوگوں کے لئے مفید ہوتا ہے۔اس سے حفاظت بھی ہوتی ہے اور بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں۔ جسمانی فوائد کے علاوہ اس سے چستی اور آرام ملتا ہے۔لیکن تھوڑی دیر چلنے سے وزن اتنا کم نہیں ہوتا۔ایک کلومیٹر چلنے میں قریب 50 کیلوری توانائی صرف ہوتی ہے (اتنی توانائی ایک کپ چائے سے مل جاتی ہے)۔ پیدل سفر زیارت سے، (جواب لوگ زیادہ نہیں کرتے) جسم میں درستگی آتی ہے۔کئی مہینوں تک روز چلنے اور ساتھ میں منضبط کھانے سے فاضل چربی نکل جاتی ہے اور چستی لوٹ آتی ہے۔ پہاڑوں پر چڑھنے کے بھی یہی فائدے ہیں۔

ورزش اور کھانا : ورزش کرنے کے لئے توانائی ضروری ہے ویسے ہی عضلات کو پروٹین بھی۔ پروٹین اگر کم ملے تو پٹھوں کی صحت ٹھیک نہیں رہے گا۔عضلات میں کافی مقدار میں ریشے رہیں اسلئے پروٹین کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ہم جب کھانا کھاتے ہیں اس کی منتقلی توانائی اور عضلات میں ہوتی ہے۔فاضل کھانا چربی کی شکل میں جمع ہوتا ہے اس لئے وزن کا کنٹرول ہمیں کھانے کے بارے میں صحیح ہدایت دے سکتا ہے۔

چربی کم کرنے کے لئے ورزش : چربی میں خمیر کے مقابلے میں دوگنی توانائی ہوتی ہے۔ ورزش کرتے وقت چربی جلا کر توانائی پانے کی حالت آدھے گھنٹے کے بعد ہی آتی۔ اس لئے عام طور پر عمومی ورزش میں چربی کا استعمال نہیں ہوتا۔کوئی آدمی اگر موٹاپا کم کرنے کے لئے ورزش کر رہا ہو تب ورزش کا وقت خوب بڑھانا چاہئیے جیسے کہ دو گھنٹے یا اور بھی زیادہ۔موٹاپا کم کرنے کے لئے ورزش کے ساتھ کھانے پر کنٹرول ضروری ہے۔

زیادہ سے زیادہ پانی پئیں : ورزش کرنے والے افراد کو دن میں تقریباً تین لیٹر پانی ضرور پینا چاہئے۔ چاہے آپ کو پیاس محسوس ہو رہی ہو یا نہیں۔ کیونکہ پانی زندگی کا اہم عنصر ہے۔ جو گرمی کے موسم میں جسم کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔اگر آپ پانی کی مناسب مقدار نہیں پی رہے تو اس کے نتیجے میں آپ کو ڈی ہائیڈریشن، پٹھوں کا کھچاؤ اور کمزوری جیسی علامات ہوسکتی ہیں۔اس لئے پانی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں لیکن یاد رکھیں کہ ورزش کے فوراً بعد پانی نہ پئیں۔ پانی تب پئیں جب آپ کے جسم کا درجہ حرارت اعتدال پہ آجائے۔

مشورہ : آپ کو اگر امراضِ قلب ہے تب اپنے ڈاکٹر سے صلاح کریں تبھی ورزش متعین کریں۔ابتدا میں محنت کی عادت نہ ہونے سے 10-15 دن آہستہ آہستہ ورزش بڑھائیں۔اس سے جسم نئی عادت قبول کرتا ہے۔ کسی بھی کھیل کے پہلے ہلکی ورزش کرنی چاہئیے۔ اس سے جسم تیار ہوتا ہے۔تھکانے والے کھیل یا محنت کے بعد جسم کو تھوڑا آرام دینا چاہیے۔ کھانے کے بعد کم سے کم دو گھنٹے ورزش یا کھیل ٹالنا ٹھیک ہوتا ہے۔حالتِ حمل میں خاص الگ اور ہلکی ورزش کے طریقے کرنا چاہئے۔عمر اور موسم کے مطابق ورزش میں تبدیلی ضرور کریں۔موسمِ سرما میں زیادہ محنت ضرور کریں۔ ورزش ممکنہ طور پر صبح یا شام کو کریں۔اگر یہ بس میں نہیں تو اپنے وقت کے مطابق کریں۔لیکن ورزش کرنا نہ چھوڑیں۔ ہفتے میں کم سے کم چار دن ایروبی/ ہواباش یعنی ایروبک ورزش کرنی چاہئیے۔ بچے تین دن لچیلا پن یا طاقت کے لئے استعمال کریں۔آپ کی ذاتی قوتِ محنت اور رفتار سمجھ کر کھیل اور ورزش منتخب کریں۔ وجہ دوسروں کے ساتھ ہوڑ نہ لگائیں۔

هفتـــهٔ رفتـــه

راشد العزیری ندوی

انہدامی کارروائی آخری آپشن: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے بلڈوزر ایکشن کیس کی سماعت کے دوران عوامی تحفظ کے اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کہا ہے کہ کسی بھی مذہبی ڈھانچے کو جو عوام کی زندگی میں رکاوٹ بنتا ہے، ہٹایا جانا چاہیے۔جسٹس گوائی نے کہا کہ ’ہم ایک سیکولر نظام میں ہیں، لہذا غیر قانونی تعمیرات پر کارروائی ہونی چاہیے، چاہے وہ کسی بھی مذہب کے پیروکار کی ہوں۔ججوں نے یہ بھی واضح کیا کہ عوامی سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر بنے غیر قانونی ڈھانچے کو کوئی تحفظ نہیں دیا جائے گا۔ تاہم جسٹس وشوناتھن نے کہا، ”اگر دو ڈھانچے غیر قانونی ہیں اور آپ کسی جرم کو بنیاد بنا کر ان میں سے صرف ایک کو گراتے ہیں تو سوال تو اٹھیں گے ہی۔“ عدالت نے اس بات پر بھی توجہ دی کہ غیر قانونی تعمیرات کے خلاف کاروائیاں ان کی نوعیت کے لحاظ سے ہونی چاہئیں اور اگر کسی جگہ پر کوئی غیر قانونی ڈھانچہ پایا جائے تو وہیں کارروائی کی جائے۔ججوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ کسی بھی غیر قانونی ڈھانچے کو منہدم کرنے کا عمل تب کیا جانا چاہیے جب تمام دوسرے متبادل اقدامات ختم ہو چکے ہوں۔سماعت کے دوران، درخواست گزار کے وکیل نے کئی ایسے واقعات کا حوالہ دیا جہاں غیر قانونی تعمیرات کے خلاف فوری کارروائیاں کی گئی ہیں، یہاں تک کہ سپریم کورٹ کی روک تھام کے باوجود بھی۔انہوں نے کہا کہ یہ عمل غیر قانونی اور منصفانہ نہیں ہے اور اس طرح کے اقدامات کو فوری طور پر روکا جانا چاہیے۔جسٹس وشواناتھن نے کہا کہ ہمارا ماننا ہے کہ انہدام کی کارروائی صرف اس وقت کی جانی چاہئے جب یہ آخری آپشن ہو۔

مہاراشٹر میں سودیشی گائے کو ملا ’راج ماتا‘ کا درجہ

مہاراشٹر حکومت نے ہندوستانی تہذیب، زراعت اور دیکھ بھال میں سودیشی گائے کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے رسمی طور سے ’راج ماتا‘ اور ’گئو ماتا‘ کا درجہ دے دیا ہے۔اس تعلق سے جاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ سودیشی گائے کو ہندوستانی ثقافت میں ویدک دور سے ہی اہم مقام حاصل ہے۔اس کی اہمیت نہ صرف مذہبی ہے، بلکہ طب اور زراعت میں بھی اس کے کئی فائدے دیکھنے کو ملے ہیں۔گائے کا دودھ اپنی غذائیت کے سبب انسانی غذا کا ایک اہم حصہ ہے۔مہاراشٹر میں دیشی نسل کی گایوں کو ’راج ماتا‘ کا درجہ دیے جانے کا اعلان مہاراشٹر کے گورنر سی پی رادھا کرشنن کی طرف سے دستخط شدہ ایک سرکاری حکم میں بھی کیا گیا ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ گائے دورِ قدیم سے ہی انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ رہی ہے۔ دورِ قدیم سے ہی گائے کو اہمیت حاصل ہے اور اسے ’کام رینو‘ کا نام دیا گیا ہے۔اس کی تاریخی، سائنسی اور روحانی اہمیت بھی مسلم ہے۔ پورے ملک میں گایوں کی مختلف نسلیں دیکھنے کو ملتی ہیں، لیکن دیشی گایوں کی تعداد تیزی سے گھٹ رہی ہے۔

ہندوستان کو وبا سے مقابلہ کی تیاری کرنی چاہیے: نیتی آیوگ

نیتی آیوگ کی ایک رپورٹ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان کو اگلی کسی بھی وبا سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔کورونا وبا سے پیدا مشکل حالات کو فراموش کرنا مشکل ہے، اس لیے نیتی آیوگ نے اپنی ایک رپورٹ میں اس تعلق سے قدم اٹھانے کی جانکاری دی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ہیلتھ ایمرجنسی یا وباؤں سے نمٹنے کے لیے ایک خاص باڈی (ٹیم) بنائی جارہی ہے۔اس کا نام ’پینڈمک پریپیئرڈنس اینڈ ایمرجنسی رسپانس‘ (پی پی ای آر) ہوگا۔ساتھ ہی اس میں ’پبلک ہیلتھ ایمرجنسی مینجمنٹ ایکٹ‘ (فیما) بنانے کا مشورہ بھی رکھا گیا ہے۔بتایا جاتا ہے کہ اس باڈی کے بنائے جانے کے بعد وبا پھیلنے کے 100 دنوں کے اندر بااثر ردعمل یقینی ہو پائے گا۔ قابل ذکر ہے کہ 4 رکنی گروپ کی تشکیل کووڈ-19 کے بعد مستقبل کی وباؤں سے متعلق تیاری اور ایمرجنسی ردعمل کے لیے کارروائی کا خاکہ تیار کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ نیتی آیوگ کی تازہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہیلتھ ایمرجنسی کے پہلے 100 دن اثردار مینجمنٹ کے لیے بہت اہم ہیں۔اس میں کہا گیا ہے کہ اس مدت کے اندر دستیاب کرائی جاسکنے والی پالیسیوں اور جوابی ترکیبوں کے ساتھ تیار رہنا اہم ہے۔رپورٹ کسی بھی قہر یا وبا کے لیے 100 روزہ ردعمل کے لیے ایک ورک پلان فراہم کرتی ہے۔

راجدھانی دہلی میں منشیات کے گروہ کا پردہ فاش

دہلی پولیس نے ایک بڑے بین الاقوامی منشیات گروہ کا پردہ فاش کرتے ہوئے تقریباً 565 کلو کوکین برآمد کی ہے، جس کی قیمت عالمی منڈی میں 2000 کروڑ روپے سے زائد بتائی جارہی ہے۔ یہ دہلی میں اب تک کی سب سے بڑی منشیات کی برآمدگی ہے۔ دہلی پولیس کی اسپیشل سیل نے اس کامیاب آپریشن میں 4 افراد کو گرفتار کیا ہے۔منشیات کی یہ بڑی کھیپ جنوبی دہلی میں ایک چھاپے کے دوران پکڑی گئی۔ پولیس اس معاملے میں گرفتار افراد سے سخت تفتیش کر رہی ہے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ اس کوکین کی ڈلیوری کس کو ہونی تھی اور اس منشیات کا گروہ کن دیگر افراد کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اطلاعات کے مطابق یہ بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے ڈرگ سنڈیکیٹ کا حصہ ہے جو کوکین کی سپلائی کر رہا تھا۔

Volume:64/74,Issue:38 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

اِترا رہے ہو آج پہن کر نئی قبا
دامن تھا تار تار ابھی کل کی بات ہے
(ڈاکٹر کلیم عاجز)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

لبنان: اسرائیل کا نیا میدانِ جنگ

معصوم مرادآبادی

غزہ کے بعد لبنان، اسرائیل کا نیا میدان جنگ ہے، جہاں گزشتہ چند روز کی وحشیانہ بمباری کے دوران تقریباً دو ہزار ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ بمباری سے خوفزدہ ہزاروں لبنانی باشندے سرحد پار کرکے سیریا میں داخل ہوچکے ہیں۔ لبنان میں بھی اسرائیل غزہ جیسی تباہی وبربادی کی داستان رقم کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیل کے جنگی جنون نے اس وقت مشرق وسطیٰ کو بارود کے ڈھیر میں تبدیل کردیا ہے۔ جنگی جنون میں مبتلا اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نتن یاہو نے گزشتہ جمعہ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ بولا۔ انھوں نے کہا کہ ''وہ امن چاہتے ہیں اور دنیا ان سے نفرت کرتی ہے۔'' عالمی عدالت میں جنگی مجرم قرار دیئے جاچکے اسرائیلی وزیراعظم کے اسٹیج پر آتے ہی شورشرابہ شروع ہوگیا۔ جنرل اسمبلی میں فلسطین کی حمایت اور اسرائیل کی مخالفت میں نعرے بلند ہونے لگے۔ اس کے بعد مختلف ملکوں کے سفارتکاروں نے غزہ اور لبنان میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف واک آؤٹ کیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس وقت نتن یاہو جنرل اسمبلی میں ''امن'' کا نعرہ لگارہے تھے تو ٹھیک اسی وقت اسرائیلی فوج بیروت کے جنوبی ٹاؤن میں بم برسارہی تھی۔

غزہ کو مکمل طور پر تباہ وبرباد کردینے کے بعد وحشی درندے لبنان پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہاں بھی جام شہادت نوش کرنے والے عام شہری ہیں، جن میں کثیر تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے۔ پچھلے ہفتہ لبنان میں پیجر دھماکوں کے نتیجے میں درجنوں ہلاکتیں ہوئی تھیں اور ان کے پیچھے اسرائیل کا ہاتھ ہونے کی بات سامنے آئی تھی۔ غزہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مہم شروع کرنے سے پہلے اسرائیل نے خود پر حماس کے حملوں کا بہانہ تراشا تھا، لیکن لبنان پر یلغار سے پہلے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اچانک گزشتہ ہفتہ لبنان کے باشندوں کے موبائل پر یہ پیغام دیا گیا کہ وہ حزب اللہ کے ٹھکانوں کے آس پاس سے محفوظ مقامات پر چلے جائیں۔ یہ پہلی اور آخری وارننگ تھی، اس کے بعد لبنان کے مختلف علاقوں میں بموں کی بارش شروع ہوگئی۔ یہ حملے اتنے اچانک اور غیرمتوقع تھے کہ لوگوں کو جان بچانے کی مہلت بھی نہیں ملی۔

اسرائیل نے 18 سال بعد لبنان پر اتنا خوفناک حملہ کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ لبنان کی عسکری تنظیم حزب اللہ اسرائیل پر حملے کرنے والی تھی، جسے روکنے کے لیے اس نے وہاں حملے شروع کئے ہیں۔ ان حملوں میں حزب اللہ کے 1600 سے زیادہ ٹھکانوں کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ دوسری طرف حزب اللہ نے بھی جوابی کارروائی کی ہے۔ اس نے شمالی اسرائیل میں دو فوجی اڈوں، ایک اڈے اور دھماکہ خیز مواد تیار کرنے والی فیکٹری کو نشانہ بناتے ہوئے میزائل حملے کئے ہیں۔ اس طرح مشرق وسطیٰ میں جنگ کا ایک اور محاذ کھل گیا ہے۔ یہ ایک ایسے وقت میں ہوا ہے جب اسرائیل غزہ میں ایک سال کی وحشت ودرندگی کے بعد بھی اپنا ہدف حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔

اسرائیل کے مسلسل حالت جنگ میں ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں یہودیوں کے جان ومال کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ صحیح سوچ رکھنے والے یہودی اس جنگ کے خلاف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نتن یاہو کے جنگی جنون کے خلاف اسرائیل میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے ہیں۔ لاکھوں یہودیوں نے نتن یاہو کو امن کا دشمن قرار دیتے ہوئے ان کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ نتن یاہو کا جنگی جنون بڑھ رہا ہے اور وہ تباہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی ملک ایک ساتھ جنگ کے کئی محاذ ایک ساتھ نہیں کھولتا۔ لیکن نتن یاہو نے اس وقت کئی محاذوں پر جنگ شروع کررکھی ہے۔ لبنان نتن یاہو کے جنگی جنون کا دوسرا نشانہ ہے۔

غزہ میں گزشتہ ایک سال کے دوران صہیونی فوج نے درندگی، بربریت اور وحشت کی جو تاریخ رقم کی ہے اس کے نتیجے میں محدود اندازوں کے مطابق اب تک 42 ہزار افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں جن میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی ہے۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ زخمی ہیں اور غزہ کا 95 فیصد علاقہ کھنڈر میں تبدیل ہوچکا ہے۔ حالانکہ بعض دیگر ذرائع نے غزہ میں ہلاکتوں کی مجموعی تعداد دولاکھ کے قریب بتائی ہے۔ 23 / لاکھ آبادی کی غزہ پٹی اس وقت ایک کھنڈر کی صورت میں دنیا کے سامنے ہے۔ نسل کشی کی اتنی بھیانک داستان حالیہ انسانی تاریخ میں کہیں رقم نہیں کی گئی۔ اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تنظیمیں محض قراردادیں پاس کرکے اسرائیل کے ظالم ہاتھوں کو روکنے کی کوشش کرتی رہیں۔ حالانکہ اسرائیل اپنے ناجائز قیام سے لے کر اب تک ایسی سیکڑوں قراردادوں کو پیروں تلے روند چکا ہے۔ ہمیں شکایت مغربی طاقتوں سے نہیں ہے۔ ان کا تو ایجنڈا ہی اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی ہے، شکایت مشرق وسطیٰ کی ان مسلم مملکتوں سے ہے جو محض زبانی جمع خرچ کرکے غزہ میں نسل کشی روکنے کی تمنائی ہیں۔ یہ طاقتیں غزہ کے مظلومین کے لیے انسانی امداد تو بھیجتی ہیں، لیکن اسرائیل کو جارحیت سے باز رکھنے کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھاتیں اور نہ امریکہ پر دباؤ ڈالتی ہیں۔ یہ طاقتیں سمجھتی ہیں کہ شاید تباہی صرف غزہ اور لبنان کے باشندوں کا مقدر ہے، لیکن جس تیزی کے ساتھ مشرق وسطیٰ میں بارود بچھائی جارہی ہے، اس سے پورے خطہ کا وجود خطرے میں ہے۔

مغربی دنیا کی منافقت کا حال یہ ہے کہ وہاں بڑے بڑے چمپئن انسانی حقوق کی دہائی دیتے ہیں۔ وہ بار بار اس بات کو دوہراتے ہیں کہ وہ ایک مہذب سماج کا حصہ ہیں، لیکن جب اسرائیل کی درندگی اور وحشت کا سوال آتا ہے تو ان میں سے بیشتر بزدل چوہوں کی طرح اپنے اپنے بلوں میں چھپ جاتے ہیں۔ کچھ کمزور ممالک ضرور اسرائیل کے ساتھ سفارتی اور تجارتی رشتے ختم کرنے کا جوکھم اٹھاتے ہیں، لیکن امریکہ اور برطانیہ جیسے ملک اسرائیل کو ہتھیار فراہم کرتے ہیں تاکہ وہ انسانیت کو زیادہ وسیع پیمانے پر تاراج کرسکے۔ اس وقت بھی جبکہ اسرائیل نے لبنان پر آگ اور خون کی بارش شروع کی ہے، امریکہ نے اسرائیل کی مدد کے لیے چالیس ہزار فوجی بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ نے اسرائیل کو آٹھ ارب 70 کروڑ ڈالر کی فوجی امداد بھیجی ہے۔ یہ امداد دراصل خطہ میں اسرائیل کی فوجی برتری کی کوششوں کے لیے ہے۔ اسرائیل کا کہنا ہے کہ یہ امداد اسرائیل کی سلامتی کے لیے امریکہ کے فولادی عزائم کو ظاہر کرتی ہے۔ اس دوران ایران نے اسرائیل کو لبنان پر حملوں کے خطرناک نتائج سے خبردار کیا ہے۔ ایرانی وزیرخارجہ ناصر کنعانی نے اسرائیلی حملوں کو ''پاگل پن'' قرار دیتے ہوئے کہا ہے اسرائیل اس نئی مہم جوئی کے ''خطرناک نتائج'' سے خبردار رہے۔ کنعانی نے کہا کہ ''فلسطینی علاقوں میں اسرائیل کے جرائم اور لبنان میں توسیع علاقائی اور عالمی امن کے لیے سنگین خطرے کی واضح مثال ہے۔'' واضح رہے کہ لبنان میں حزب اللہ ایران کی حمایت یافتہ ایک نہایت منظم جماعت ہے، جو اسرائیل کو ناکوں چنے چباسکتی ہے۔

لبنان اور اسرائیل کے درمیان کشیدگی کا آغاز گزشتہ ہفتہ اس وقت ہوا جب لبنان میں پیجر اور واکی ٹاکی دھماکوں کے بعد پورا علاقہ دہل اٹھا۔ اس میں درجنوں ہلاکتیں ہوئی اور سیکڑوں بے گناہ شہری زخمی ہوگئے۔ لبنان نے ان حملوں کے لیے اسرائیل کو موردالزام قرار دیا۔ موبائل فون کو غیرمحفوظ قرار دینے کے بعد حزب اللہ نے پیجر کا استعمال شروع کیا تھا۔ پیجر کی فراہمی کے آرڈر تائیوان کی گولڈ اپولو کمپنی کو دیا گیا تھا۔ شبہ ہے کہ حزب اللہ کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے اسرائیل نے ان پیجرز میں چھیڑ چھاڑ کرکے دھماکہ خیز مواد داخل کردیا تھا۔ امریکی حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ ہر پیجر میں دو یا تین گرام دھماکہ خیز مادہ تھا، اس میں ایک سوئچ بھی نصب کیا گیا تھا، جسے دھماکہ کرنے کے لیے دور سے آن کیا جاسکتا تھا۔ لبنان میں ان پیجر پر دنوں ایک میسیج آیا اور دھماکے شروع ہوگئے۔ لبنان میں ہوئے پیجر حملوں کے بعد پوری دنیا میں تشویش کی لہر ہے۔ فی الحال اس قسم کے حملوں کے لیے کوئی ملک تیار نہیں ہے۔ غزہ کے بعد لبنان کا جنگی محاذ اسرائیل کو بہت بھاری پڑسکتا ہے۔ اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان تازہ سنگھرش سے مشرق وسطیٰ میں ایک بڑی جنگ کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ اسرائیل اپنی شمالی سرحد کو مضبوط بنانے کے لیے جنوبی لبنان میں زمینی حملے کی منصوبہ بندی کررہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ اسرائیل کے لیے تباہ کن ہوگا کیونکہ حزب اللہ گوریلا جنگ میں مہارت رکھتا ہے اور وہ اس جنگ میں اسرائیل کو زمین پر آسانی سے زیر کرسکتا ہے۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیوآر کوڈ اسکین کرکے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کردیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس اَیپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔
THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner